ماہنامہ محدث لاہور

شمارنمبر:۴۵ـــــ جلدنمبر۵ ـــــ شمارہ نمبر۱۲،۱۱ ـــــ نومبر،دسمبر۱۹۷۵ء ـــــ ذیقعدہ،ذی الحجۃ۱۳۹۵ھ

ماہنامہ 'محدث' لاہور کا اجمالی تعارُف

مُدیر اعلیٰ: حافظ عبد الرحمٰن مدنی **مُدیر:** ڈاکٹر حافظ حسن مدنی

ماہنامہ 'محدث' لاہور، ہندوستان سے نکلنے والے ایک رسالے کی ارتقائی شکل ہے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی سے نکلنے والے رسالے۔جس کا نام محدث تھا کو پروان چڑھاتے ہوئے تقسیم ہند کے بعد دوبارہ ماہنامہ 'محدث' لاہور کے نام سے پاکستان میں معروف عالم دین و دانشور

حافظ عبد الرحمٰن مدنی نے اس کا اِجراء کیا۔ یہ تحقیقی رسالہ 1970ء سے اب تک کامیابی و کامرانی سے شائع ہو رہا ہے، وللہ الحمد!

محدث کی علمی پہچان کے حوالے سے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ ہر صاحبِ علم و فضل کی ضرورت بن چکا ہے کیونکہ اس کے مضامین جدید فکر کے حامل اور ملحدانہ افکار کیلئے شمشیر بے نیام کی حیثیت رکھتے ہیں۔

گھر بیٹھے 'محدث' وصول کیجئے!

قارئین کرام! گھر بیٹھے محدث حاصل کرنے کیلئے درج ذیل طریقہ کار اختیار کریں!

فی شمارہ: ۲۰روپے **زرِسالانہ:** ۲۰۰روپے **بیرون ملک:** ۲۰ڈالر

بذریعہ منی آرڈر / بینک ڈرافٹ ۲۰۰روپے بھیج کر سال بھر گھر بیٹھے محدث وصول کریں اور علمی و تحقیقی مضامین سے استفادہ کریں۔

ایڈریس: ماہنامہ محدث،۹۹جے،ماڈل ٹاؤن،لاہور ۵۴۷۰۰۔ **فون نمبر:** ۳۵۸۶۶۴۷۶ / ۳۵۸۶۶۴۳۹ - ۰۴۲

موبائل: ۰۳۰۵ - ۴۶۰۰۸۶۱

انٹرنیٹ پر محدث پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کرنے کیلئے درج ذیل ویب سائٹ دیکھئے!

www.mohaddis.com ____ www.kitabosunnat.com

مزید تفصیلات کیلئے: webmaster@kitabosunnat.com

اجرائے مُحدث کے مقاصد

عناد اور تعصّب قوم کیلئے زہر ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں!

لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمت کیلئے رحمت کا باعث ہے۔

علومِ جدیدہ سے ناواقفیت اور انکار، انسانی ارتقاء کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں!

لیکن قدیم علومِ اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دَقیانوس بتانا اُمت کی تباہی کا سبب ہے۔

غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اَقدار کے منافی ہے!

لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سرانجام نہ دینا حمیت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

تبلیغ دین اور اشاعت اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالح دینیہ کے خلاف ہے!

لیکن حلال اور حرام کے امتیاز میں رَواداری برتنا اور قوانین و مسائل اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی روح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

آئین و سیاست سے بیگانہ ہر کر عبادت کیلئے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے!

لیکن جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی۔

جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اَوصاف میں داخل ہے!

لیکن جاہلیت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو

ماہنامہ محدث لاہور

کا مطالعہ فرمایئے، آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزین پائیں گے، ان شاء اللہ! کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

فہرست

توحید توحید توحید 2
سُورہ بَقَرہ 8
سیرت خیر البشر آیات قرآن مجید 23
استفتاء 24
عہدِ نبوی میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت 30
طلوعِ اسلام کا شمارہ نومبر 1975ء 35
تعارف و تبصرہ کتب 39

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

فکر و نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

توحید.....توحید.....توحید

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

خدا کو یکتا کہنے اور لا الہ الا اللہ کے اصول پر اسے ماننے کا نام "توحید" ہے۔

اگرچہ بُت ہیں جماعت کے آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الہ الا اللہ

نام کو تو "توحید" بڑی آسان سے تسلیم محسوس ہوتی ہے، لیکن حقیقت میں یہ ایک "عظیم امانت" ہے جس کو بے داغ واپس کرنے کے لیے، روشن فکر، عظیم کردار، اونچے ایمان، بڑے ثبات اور حوصلہ کی ضرورت ہے، مہیب آسمان و زمین اور پہاڑوں سے بھی بڑھ کر، استقامت کی متقاضی ہے کیونکہ یہ دیو ہیکل طاقتیں اس بار امانت کی گرانباری سے ڈر گئی تھیں۔

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوات والارض والجبال فابین ان یحملنھا واشفقن منھا (پ۲۲۔احزاب ع۹)

"ہم نے (اس) امانت کو ، آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا (اور یہ بوجھ ان پر لادنا چاہا) تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور وہ اس سے ڈر گئے۔"

لیکن انسان نے "لبیک" کہی۔

وحملھا الانسان انہ کان ظلوما جھولا (ایضاً)

اور انسان نے اس (بار امانت) کو اٹھالیا، دراصل اپنے حق میں یہ بہت ہی ظالم اور انتہائی نادان نکلا ہے۔

اٹھایا اس لیے کہ، اس کی اس میں صلاحیت ہے، چونکہ یہ بہت بھاری ذمہ داری ہے، جو چین و آرام کی قربانی کی متقاضی ہے، اور نہایت صبر آزما ڈیوٹی ہے، اس لیے از راہ ترحم، اسے ظلوما جھولا کے نام سے یاد فرمایا ہے یہ کتنا ہی بھولا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر "انسانیت بے داغ" ہو تو یہ ذمہ داری اس کے لیے غذا بن جاتی ہے۔ جب یہ داغدار ہو جاتی ہے تو پھر رو دھو کر ہی گذرتی ہے۔ تکلیف کا وزن "داغدار انسانیت، محسوس کرتی ہے، بے داغ انسانیت کے لیے "شیر مادر" سے بھی زیادہ خوشگوار چیز ثابت ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ انسان، قدرت کی ایک عظیم دریافت ہے جس کی مثال سے "مادر گیتی" کی آغوش خالی ہے، مگر وہ کتنے ہیں، جو اپنے اس "مقام رفیع" کا احساس بھی کرتے ہیں۔؟

بہر حال جہاں یہ ایک "عظیم بار امانت" ہے، وہاں یہ ایک عظیم کردار بھی ہے، مگر کارے دارد!

اس لیے اقبال کو کہنا پڑا۔

چوں می گویم مسلمانم بلرزم

کہ دانم مشکلات لا الہ را

توحید لا الہ الا اللہ کی وہ روح ہے جو نفی و اثبات کا حاصل ہے، ایک طرف تو یہ اذعان اور اعلان ہے کہ:

اور کوئی نہیں!

دوسری طرف یہ نعرہ بھی ہے کہ:

صرف اللہ ہی اللہ ہے!

اس نعرہ کی لاج رکھنا، مسجود ملائکہ کے لیے تو ممکن ہے، ہما شما کے لیے تو یہ ایک مجذوب کی بڑ ہے۔ اگر ایک شخص "اور کوئی نہیں ہے" کے ساتھ ساتھ "اللہ ہے" کا قائل نہیں ہے۔ یا "صرف اللہ ہی اللہ ہے" کے ساتھ "اور کوئی انہیں ہے" پر یقین نہیں رکھتا، تو ظاہر ہے، وہ اور جو کچھ کہلانا چاہیے، کہلا سکتا ہے، لیکن موحد نہیں کہلا سکتا۔

توحید کے سمجھنے کے لیے، اس کے تین پہلوؤں کا مطالعہ پہلے نہایت ضروری ہے۔

اللہ کی ذات والا صفات میں "ترکیب اور دوئی" کے تمام "اعتبارات اور شائبے" بالکلیہ معدوم ہیں۔ وہ تجزی اور تکثر کا کوئی محل اور مذکور نہیں ہے۔ زندگی کے جتنے شئون، کیفیات، واردات اور اعمال ہیں، ان سب کا ماخذ اور مصدر، صرف اور صرف اس کی "مشیت" ہے اور کوئی نہیں!

انسان کے "تکلیفی امور" کے لیے بھی اسی ذات واحد کی مرضی، وحی اور منشا ہی "واحد مرجع" ہے اور کوئی نہیں!

کچھ کرنے اور سوچنے سے پہلے سب کو یہ سوچنا ہے کہ:

اس کی مرضی کیا ہے؟ پھر اس کی مرضی کے بعد اس میں کسی اور کی مرضی کا ٹانکا نہ لگائے۔

رشتہ در گردنم افگندہ دوست

می کشد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

مشہور ادیب اور بلند پایہ مترجم قرآن، شمس العلماء حضرت مولانا نذیر احمد بن مولانا سعادت علی (ف ۱۳۳۱ھ/۱۸۳۶ء) مرحوم نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے نویں سالانہ جلسہ میں "توحید" کے عنوان پر ایک تقریر کی تھی جو بعد میں ۱۸۹۴ء میں مفید عام پریس لاہور میں طبع ہوئی، اس میں تقریر کرتے ہوئے جو کہا، وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہے، اس میں وہ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب اس طرح اسباب ظاہر کو اور اسباب ظاہر کی تخصیص بھی کیوں کروں؟ بلکہ "ماسوی اللہ" کو انتظام دنیا سے بے دخل محض سمجھ لوگے، تب تم کو "هو الاول والاخر والظاهر والباطن" کے معنی معلوم ہوں گے۔"

اقبال مرحوم نے "توحید" کا جو راگ الاپا ہے، دنیا نے اس کا مطالعہ نہیں کیا۔ دراصل اقبال مرحوم کو اس لیے یہ شکوہ بھی تھا کہ لوگ، اسے ایک غزل کو واہ سمجھتے ہیں، ان کے پیام کو نہیں سمجھتے، واقعی بات وہی بن گئی ہے۔ اقبال کے نام پر جتنا کاروبار ہو رہا ہے، وہ اسی امر کی غمازی کرتا ہے کہ لوگ سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے، بس اس کا کاروبار ہی کرتے ہیں۔ اناللہ۔

اقبال کا پیام توحید یہ ہے:

اے پسر! ذوق نگاہ از من گیر.... سوختن در لا الہ از من بگیر

لا الہ گوئی؟ بگو از روئے جاں.... تا زاندام تو آید بوئے جاں

مہر و ماہ گردوز سوز لا الہ.... دیدہ ام ایں سوز را در کوہ و کہ

ایں دو حرف لا الہ گفتار نیست.... لا الہ جز تیغ بے زنہار نیست

(اے بیٹا! ذوق نظر مجھ سے حاصل کر اور سوز لا الہ میں جلنا مجھ سے سیکھ۔ اگر تو لا الہ کہتا ہے تو دل سے کہہ تا کہ تیرے جسم سے روح کی خوشبو آئے۔ سورج اور چاند بھی سوز لا الہ سے گردش کر رہے ہیں اور میں نے اس کی حرارت ہر چھوٹی بڑی چیز میں دیکھی ہے۔ یہ دو حرف لا الہ محض ورد کرنے کی چیز نہیں یہ تو باطل کے خلاف ایک بے پناہ تلوار ہے)

قوت سلطان و میر از لا الہ.... ہیبت مرد فقیر از لا الہ

تا دو تیغ لا والا داشتیم.... ماسی اللہ را نشان نگذاشتیم

دارم اندر سینہ نور لا الہ.... در شراب من سرور لا الہ

(بعض بادشاہ اور امیر کی قوت صرف توحید سے ہے اور ایک مرد فقیر کی سطوت بھی توحید سے ہے جب تک ہم نفی باطل اور اثبات حق کی دو تلواریں رکھتے تھے ہم نے دنیا میں غیر اللہ کا نام و نشان نہ رہنے دیا۔ میں اپنے سینے میں نور الہٰ رکھتا ہوں اور میری شراب زیست سرور لا الہ سے معمور ہے)

این کہن پیکر کہ عالم نام اوس.... ز امتزاج امہات اندام اوسف

(یہ فرسودہ پیکر جسے دنیا کہتے ہیں اس کا جسم "عناصر اربعہ" کی ترکیب سے پیدا ہوا ہے)

صد نیستاں کاشت یا یک نالہ رست.... صد چمن خوں کرد تا یک لالہ رست

(اس نے سینکڑوں نیستاں بوئے تب کہیں ایک نالہ پیدا ہوا اور سینکڑوں چمن خون کیے تب کہیں ایک گل پیدا ہوا)

نقشہا آورد و افگند و شکست.... تا بہ لوح زندگی نقش تو بست

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(دنیا بے شمار نقش لائی ،انہیں تشکیل دی اور پھر توڑ دیا حتیٰ کہ لوح زندگی پر تیرا نقش ثبت کیا)

نالہ ہا در کشت، جاں کاریدہ است.... تانوائے یک اذاں بالیدہ است

(اس نے نوع انسانی کی کشت روح میں بے شمار نالے بوئے اور ان سب سے ایک صدائے اذاں پیدا ہوئی)

مدت پیکار با احرار داشت.... باخداوندن باطل کار داشت

(دنیا عرصہ دراز تک مردان آزاد سے محو پیکار رہی اور اسی طرح پیروان باطل سے بھی مصروف جنگ رہی)

تخم ایماں آخر اندر گل نشاند.... باز بانت کلمہ توحید خواند

(اور آخر کار تیری خاک جسد میں ایمان کا بیج بویا اور تیری زبان سے کلمہ توحید کہلایا)

نقطہ ادوار عالم لا الہ.... انتہائے کار عالم لا الہ

(پرکار عالم کے تمام چکر لا الہ کے گرد گھومتے ہیں اور دنیا کے مکمل نظام کی انتہا لا الٰہ ہے)

نغمہ ہائش خفتہ در ساز وجود.... جو مدت اے زخمہ در ساز وجود

(توحید کے نغمے ہمارے ساز وجود میں سوئے پڑے ہیں، اے مضراب! توحید تجھے ساز وجود ڈھونڈ رہی ہے)

صد نو اداری چوں خوں در تن رواں.... خیز و مضرابے بہ تار اور ساں

(اے مسلم! تو اپنے جسم میں خون کی مانند سینکڑوں نغمے رواں رکھتا ہے۔ اُٹھ اور اپنے ساز وجود کے تاروں پر توحید لگا)

زانکہ در تکبیر راز بود تست.... حفظ و نشر لا الٰہ مقصود تست

(چونکہ تکبیر ہی میں تیری بقائے ہستی کا راز ہے۔ لہٰذا لا الٰہ کی حفاظت و اشاعت ہی تیرا مقصد حیات ہے)

تانہ خیزد بانگ حق از عالمے.... گر مسلمانی! نیاسائی دمے

(جب تک لا الٰہ کی صدائے حق تمام دنیا سے بلند نہ ہو۔ اگر تو مسلمان ہے تو ایک دم کے لیے بھی دم نہ لے)

(جوہر اقبال)

یہ تو اس "ذات یکتا" کی وہ خصوصیات توحید ہیں کہ ان کو کوئی مانے یا نہ مانے، اس کو کوئی فرض کرے یا نہ کرے، اس کے لیے ثابت ہیں، بلکہ یہ اس وقت بھی تھیں، جب کوئی نہیں تھا، اس وقت بھی رہیں، جب "کوئی آ گیا" اور اس وقت بھی بدستور رہیں گی، جب کوئی نہیں رہے گا، سدا سے ہے، سدا رہے گا، رہے نام اللہ کا، بس! باقی ہوس!

اس کے علاوہ "کامل توحید" کا اعتراف اور تصور صرف اس ملنے میں نہیں ہے کہ: خدا کے حضور میں پر خلوص، "ہدیہ عقیدت" پیش کیا جائے، بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کائنات کے مصالح، عواقب، مدارج اور مآل کا انحصار بھی اسی "یقین محکم" پر ہے۔ خاص کر کائنات انسانی کی سلامتی، اس کی عافیت اور آخرت کی فلاح و بہبود کے لیے بھی کامل توحید کا پر خلوص اعتراف اور احترام ضروری ہے۔ انسان، خدا کی ایک عظیم دریافت اور اس کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تخلیق کا ایک قابل احترام شاہکار ہے، اس کی نوعی خصوصیات اور مقام و مرتبہ کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے خالق اور مالک کے سوا اور کسی کے سامنے جواب دہ نہ ہو۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔

مگر اس کو یہ مقام اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک وہ خدا کے اقتدار اعلیٰ کی غیر منقسم وحدت کا قائل نہ ہو اور یہ ایک واقعہ ہے کہ اس کے اقتدار اعلیٰ میں کوئی بھی اس کے شریک اور مزاحم نہیں ہے۔ ولم یکن له شریك فی الملك (بنی اسرائیل ع۱۲) ان الحکم الا لله (انعام ع۔) کیونکہ جس نے پیدا کیا ہے حکم بھی اسی کا چلے گا۔ الاله الخلق والامر (اعراف ع۷) بنائے وہ اور حوالے کسی کے ہو، زیادتی ہے، جو اس زیادتی کا ارتکاب کرتا ہے اس کا انجام خطرہ میں ہے۔

الاله الحکم وهو اسرع الحاسبین (پ۷ انعام ع۸)

"سنیئے! حکم اسی کا ہے اور وہ سب سے زیادہ چیک کرنے والا ہے۔"

نوع انسان کی وحدت کا مسئلہ، ایک اہم ضرورت ہے، لیکن وہ "تصور توحید" کے بغیر ممکن ہی نہیں ہے۔ مآخذ اور مراجع جدا جدا رہیں اور "وحدت" کی تلقین بھی جاری رہے، ایک اَن ہونی آرزو ہے یا شیخ چلی کی ایک بڑ۔ اگر دنیا کو بچانا ہے، اور یہ چاہتے ہو کہ، انسان، نوع انسان کا شکاری نہ رہے تو "قرآنی توحید" کی آغوش میں ہی پناہ ملے گا۔ ورنہ اس کا وہی حشر ہو گا جو ہو رہا ہے۔

صرف نوعی یا ملّی شیرازہ بندی کے لیے ہی تصور توحید ضروری نہیں ہے بلکہ ہر فرد کے انفرادی عمل کی زرخیزی کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہر فرد اپنے کو ایک ہی ہائی کمان کی رہنمائی کے تابع رکھے، ورنہ اس کی یہ زندگی بھی اختلاف اور تضاد کی بھینٹ چڑھ کر رسوا ہو جائے گی۔ منقسم توجہ اور اعمال حیات کے جداگانہ مرکز ثقل کے نتائج ہمیشہ تباہ کن ہی برآمد ہوئے ہیں اور ایسے ہی برآمد ہوتے رہیں گے۔

توحید کامل میں انسان جتنا راسخ ہوتا ہے، اتنا ہی اسے "حضور قلب" کی دولت حاصل ہوتی ہے، خدا سے اس کا رابطہ قائم رہتا ہے، اور قرب و وصال کی منزلیں آسانی سے طے ہوتی رہتی ہیں۔ جو لوگ تصور توحید میں خام ہوتے ہیں وہ "وساطتوں اور وسیلوں" کے چکروں میں پڑ کر عموماً ضائع ہو جاتے ہیں، جن کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھ کر سینہ سے لگاتے ہیں۔ آخر پتہ چلا کہ جسے سجن جانا، وہی دشمن جاں نکلے۔

باب توحید میں رسوخ کا ایک فائدہ، پاکیزگی اور طہارت بھی ہے، کیونکہ جن کو خدا سے ایک گونہ تعلق کی دولت حاصل ہو جاتی ہے وہ جسم و روح اور فکر و عمل کی صفائی اور پاکیزگی کا بالالتزام، التزام بھی کرتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی اپنے کو اس کے حضور میں حاضر محسوس کرتا ہے، وہ تمام آلودگیوں اور آلائشوں سے پاک رکھنے کا بھی ضرور اہتمام کرتا ہے۔

دُکھ سُکھ اور بھوک ننگ میں ایک دوسرے کے کام آنے کے لیے اس "وحدت" کی نمود ضروری ہے، جو "توحید" کے زیر سایہ تشکیل پاتی ہے، کیونکہ اس وقت بات ایک "گھروندا" کی سی ہو جاتی ہے، بتکلف نباہنے کی تہمت کا شائبہ باقی نہیں رہتا۔ بلکہ ایک دوسرے کی خاطر اپنے خون کی قربانی یوں پیش کرتے رہے جیسے جام مے ایک بادہ خوار دوسرے بادہ خوار کو۔ (غزوہ یرموک)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ذوق ایں بادہ ندانی بخدا تا نچشی

تصور توحید کا یہ اعجاز ہے کہ نسل و وطن، رنگ اور زبان کے امتیازات یوں مٹ گئے کہ، نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز۔

اس کا اقبال مرحوم نے کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

آ گیا عین لڑائی میں اگر وقت نماز.... قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قوم حجاز

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز.... نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے

تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

یہ وہ اسلامی مساوات ہے، جس کا "مساوات محمدی" کے نعرہ باز حلیہ بگاڑ رہے ہیں۔

جو لوگ "خدائے یکتا" سے اپنا تعلق جوڑ لیتے ہیں، وہ "بیم و رجا" کے ایک ایسے عالم میں داخل ہو جاتے ہیں، جو خدا کے حضور شرف باریابی حاصل کرنے کے لیے شرط اوّل ہے، اگر ہم یہ کہیں کہ "عہدہ" کا اصلی مقام یہی "عالم ورجا" ہے تو اس میں قطعاً مبالغہ نہیں ہو گا۔

"غیر کی غلامی" بڑی لعنت اور ابن آدم کی حد درجہ کی تحقیر و تذلیل ہے۔ اگر اس مقام سے اپنے کو کوئی شخص کماحقہ اونچا رکھ سکتا ہے تو وہ صرف وہی شخص ہو سکتا ہے جو "کامل توحید" کا شناسائے راز ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ غیر کی غلامی کے چرکوں سے پاک اور محفوظ رہنے کی توفیق صرف "سچے اور پکے موحد" کو حاصل ہوتی ہے، تو اس میں ذرہ بھر بھی جھوٹ کا شائبہ نہ ہو گا۔ دور حاضر میں "غیر کی غلامی" کے یہ معنی ہیں کہ، دوسری قوم کی غلامی اختیار کی جائے مگر ایک موحد کے نزدیک یہ بھی غلامی ہے کہ کوئی اپنے ہم وطنوں کا غلام، اپنی قوم کا غلام، اپنی برادری اور مقتداؤں کا غلام یا نفس و طاغوت کا غلام ہو یہ سب غلامیاں، انسانی شرف و مزیت کی منافی بلائیں ہیں، جن سے صرف وہ "بندہ حر" آزاد رہ سکتا ہے جو ان سب کا باغی اور اپنے رب کا "غلام بے دام" ہوتا ہے۔ اللھم اجعلنا منھم ۔ آمین۔

------::::------

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التفسیر والتعبیر

مولانا عزیز زبیدی، واربرٹن

سُورہ بَقَرہ

(قسط ۱۶)

فتلقیٰ ادمُ من ربہ کلمت فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم ۔ قلنا اھبطوا منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ۔ والذین کفروا و کذبوا بایتنا اولئك اصحٰب النار ھم فیھا خلدون ۔

"پھر آدم نے اپنے رب سے (معذرت کے چند) کلمے سیکھ لیے اور خدا نے ان کی توبہ (معذرت) قبول کرلی، بیشک وہ بڑا درگزر کرنے والا مہربانی ہے۔ (جب) ہم نے حکم دیا کہ سب (کے سب) یہاں سے اتر جاؤ تو (ساتھ ہی یہ بھی سمجھا دیا تھا کہ) اگر ہماری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت پہنچے تو (اس پر چلنا کیونکہ) جو ہماری ہدایت کی پیروی کریں گے ان پر نہ تو (کسی قسم کا) خوف (طاری) ہوگا اور نہ وہ (کسی طرح پر) آزردہ خاطر ہوں گے اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہی دوزخی ہوں گے اور وہ ہمیشہ (ہمیشہ) دوزخ میں رہیں گے۔

(۱) **فتلقیٰ** (پھر ملا۔ منہ پھر اس سے سیکھ لیا) الفاظ دعا اور ان کے طرز ادا کے ربانی الہام اور القا کو سیکھنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس انداز سے خدا کی اپنے بندے سے دلچسپی کے معنی ہیں کہ خدا کو آدم کی اس لغزش پر غصہ نہیں آیا، ترس آیا ہے، کیونکہ ان کی یہ لغزش خدا سے غفلت کا نتیجہ نہیں تھی رب کے حضور میں سدا حاضر رہنے کی تڑپ کا نتیجہ تھی۔ ہاں گو یہ ایک لغزش تھی تاہم ہزار نیک نیتی کے باوجود اس کے جو قدرتی مادی نتائج تھے، وہ بہر حال ظاہر ہو کر رہے۔ جیسے سہواً مکان کی بلندی سے پھسل کر نیچے گرنے کے ہو سکتے ہیں، ویسے ہی یہاں بھی ہوئے، سہواً جو لغزش ہوتی ہے وہ گناہ کے الزام سے تو بری ہوتی ہے لیکن اس سلسلے کے جو قدرتی مادی نتائج ہوتے ہیں ان سے تحفظ کی کوئی گارنٹی اسے حاصل نہیں ہوتی۔

الہامی تلقین اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات کا نتیجہ ہوتی ہے جس سے غرض صرف یہ ہوتی ہے کہ بندے کی دعا جلد سے جلد اجابت سے ہمکنار ہو جائے، کیونکہ خدا کے ہاں قبولیت دعا کے کچھ خاص آداب اور اسرار و رموز ہیں، ظاہر ہے حتمی طور پر ان کی نشاندہی وہ ذات کریم خود ہی کر سکتی ہے یا اس کا فرستادہ، دوسروں کی باتیں تو تیر تکے والی باتیں ہوتی ہیں، اس لیے ماثور دعاؤں کو اپنانے پر زیادہ زور دیا گیا ہے، جو لوگ اپنی ہانکتے ہیں یا ماثورہ دعاؤں میں خود ساختہ الفاظ کے ٹانکے لگاتے ہیں وہ نشانے پر بیٹھنے والے یقینی تیر نہیں کہلاتے۔

(۲) **کلمٰت** (کلمے، بول) **الکلو**: یہ اصل میں اس تاثیر کو کہتے ہیں جس کا ادراک دو حاسوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ہو سکے، مثلاً کلام کا ادراک قوت سامعہ سے اور الکلم (زخم) کا ادراک قوت باصرہ سے۔ عربی میں کلام کا اطلاق منظم اور مرتب الفاظ اور ان کے معانی کے مجموعہ پر ہوتا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ قرآن مجید میں یہ مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ مثلاً امانت (۳۳۔۷۲) فیض، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، کلمہ توحید، بشارت (۳۔۳۹) قضیہ (۶۔۱۱۵) معجزہ (۱۰۔۳۳) میعاد (۲۰۔۱۲۹) حکم ازلی (۴۲۔۱۴) مسلمہ دلائل (۸۔۷) پیش گوئی (۴۸۔۵) (مفردات القرآن للراغب ملخصاً) یہاں پر اس سے مراد "مخصوص دعا" ہے جس کو سورہ اعراف میں ذکر کیا گیا ہے۔

یعنی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین (پ۸اعراف ع۲)

"اے ہمارے رب! ہم نے اپنے تئیں آپ تباہ کیا اور اگر تو ہم کو معاف نہیں فرمائے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم بالکل برباد ہو جائیں گے۔"

تفاسیر میں کچھ اور کلمات بھی منقول ہیں جن کے ساتھ عجیب قسم کی حکایات بھی بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً اللھم اسئلك بجاہ محمد عبدك و کرامته علیك ان تغفرلی خطیئتی (تفسیر عزیزی وغیرہ بروایت ابن المنذر) لیکن عموماً یہ غیر تسلی بخش روایات ہیں۔ اکثر کے راوی کمزور ہیں، کچھ کا تعلق اسرائیلیات سے ہے اور کچھ موضوعات میں سے ہیں، بہرحال قرآن حکیم نے ان کی دعا کے جو کلمات بیان فرمائے ہیں، ہمارے نزدیک صرف وہی صحیح ہیں، ان میں سے ان کی بے چینیوں اور تڑپوں کا بھی خوب اندازہ ہوتا ہے اور الفاظ میں جو جامعیت اور گہرائی ہے وہ بھی حق تعالیٰ کی سکھائی ہوئی دعا کے شایان شان محسوس ہوتی ہے دوسروں میں یہ سب باتیں یک جا نہیں ملتیں۔

(۳) فتاب علیه (تو اس کی توبہ اور معذرت قبول کرلی) معصیت کا مرتکب گویا کہ حق تعالیٰ سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے، اور توبہ کی صورت میں گویا وہ احساس ندامت کے ساتھ سر جھکائے، اپنے رب کی طرف رُخ کیے اور اس کے حضور حاضر ہو کر الحاح و زاری کے ساتھ اس سے معافی مانگتا ہے یوں سمجھیے کہ توبہ بندے کا اپنے رب کے ساتھ تجدید تعلق کی ایک سنجیدہ کوشش اور تہیا کا نام ہے۔ اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ: تجدید تعلق کے بعد، رب کی طرف انسان کی لپک دو آتشہ ہو جاتی ہے، جیسا کہ کچھ عرصہ بچھڑے رہنے کے بعد دوست جب اپنے دوست سے ملتا ہے تو وہ پیاس اور وصال میں ایک خاص کیف اور لطف محسوس کرتا ہے۔ اس لیے جہاں گناہ ایک گھناؤنا جرم ہے، وہاں معنی خیز احساس گناہ بھی ایک نیکی بن جاتا ہے اور تعلق باللہ کی استواری کی یہ ایک نشانی بھی، اگر گناہ پر احساس اور ذوق کی یوں ارزانی ہو جائے تو سمجھ لیجئے کہ یہ گناہ نہیں رہا بلکہ ایک ایسی مغتنم افتاد بن گئی ہے، جس سے شیطان کی جان پر بن جاتی ہے۔ ملاء اعلیٰ سے روحانی مناسبت کی تحدید ہو جاتی ہے اور قرب الٰہی کی قدر و قیمت کا ذوق بڑھ جاتا ہے۔

جب تک جبین پہ خاک تیرے آستاں کی تھی
میری فتادگی پہ نظر دو جہاں کی تھیں

سانس کا تار حیات ٹوٹنے تک خدا کی طرف سے "ہر چہ ہستی باز آ" کی صدائے بندہ نواز کا سلسلہ خطاکار بندوں کو تھامنے کی ایک تدبیر اور مایوس کن تک دور جانے سے بچانے کی ایک قرآنی حکمت عملی ہے۔ هل من مدکر۔

قرآن اور توبہ: قرآن حکیم نے بعض پہلوؤں میں توبہ کے مفہوم میں "مغفرت، استغفار اور انابت کا بھی ذکر کیا ہے۔ کتاب و سنت کے مجموعی مطالعہ سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ توبہ میں بالخصوص معصیت کا پہلو متعین ہوتا ہے۔ (پوری زندگی کا تصور ہو تو بھی تعیین کی صورت نکل آتی ہے)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخلاف دوسرے الفاظ کے کہ، ان میں تعیین ضروری نہیں ہے۔ تقصیر کے خوف سے بھی استغفار ہوتا ہے۔(مثلاً)

معناہ انہم یلتمسون من قبلہ الغفران فیھا یخافون من تقصیر ھم فیما یاتون و یذرون (تفسیر کبیر ص۲/۳۷۶۔ العمران ع۱۴)

اس کے علاوہ استغفار تو کوئی بھی کسی کے لیے کر سکتا ہے مگر توبہ کوئی کسی کے لیے نہیں کر سکتا، خود کرنا پڑتی ہے۔ یہی کیفیت انابت کی ہے۔ بہر حال انابت اور استغفار کا ذکر اپنے مقام پر آگیا ہے۔ وہ خود بہانہ چاہتا ہے۔ حق تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندہ اس کی طرف کرے اور وہ اس کی خطاؤں کو معاف کر کے ان کی توبہ قبول فرمائے۔ واللہ یرید ان یتوب علیکم (پ۵۔ النساء ع۵)

توبہ ان کی جو اس کو مانتے ہیں۔ حق تعالیٰ توبہ ان کی قبول کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہستی اور وحدانیت کا اقرار کرتے ہیں۔

ویتوب اللہ علی المؤمنین والمؤمنٰت (پ۲۲۔ سبا ع۹)

حضور! غلطی ہوئی۔ بس آپ دل سے خدا کے حضور حاضر ہو کر اتنا سا کہہ دیں! حضور! غلطی ہوئی! معاف کر دیجئے۔

واخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا و اخر سیئا عسی اللہ ان یتوب علیھم (پ۱۱۔ التوبہ ع۱۳)

غلطیاں معاف کرنا اس کا کام ہے۔ اس کا کام ہی یہ ہے کہ غلط کاروں کی غلطیاں معاف کرے۔ جو حق تعالیٰ کی اس "خوئے درگزر" سے بے خبر ہیں وہ بہت بھول میں ہیں۔

الم یعلموا ان اللہ ھو یقبل التوبۃ عن عبادہ (ایضاً) وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ و یعفوا عن السیئات (پ۲۵۔ الشوریٰ ع۳)

وہ ذات کبریا یہ جانتی ہے کہ کیا کیا تم سے سرزد ہوا ہے مگر وہ یہ دیکھنا چاہتی ہے کہ کیا تمہیں بھی اپنی اس ناکردنی کا احساس ہے یا نہیں؟

ویعلم ما تفعلون (پ۲۵۔ الشوریٰ ع۳)

ومن یعمل سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیما (پ۵۔ النساء ع۱۶)

توبہ صرف قبول ہی نہیں کرتا، مزید نوازتا بھی ہے۔

یستجیب الذین امنوا و عملوا الصلحٰت یزیدھم من فضلہ (پ۲۵۔ الشوریٰ ع۳)

حق تعالیٰ ہاتھ پھیلائے اپنے گناہ گار بندے کے انتظار میں رہتے ہیں کہ رات کا بھولا ہوا دن کو اور دن کا بھولا ہوا رات کو واپس آجائے۔

ان اللہ یبسط یدہ باللیل لیتوب مسیٔ النھار و یبسط یدہ بالنھار لیتوب مسیٔ اللیل (رواہ مسلم)

تاکہ آپ کو اس کی لت پڑ جائے۔ اس کے کرم کی انتہا دیکھیے کہ ان کی توبہ قبول فرما کر ان کو یہ بھی سمجھاتا ہے کہ: غلطی کے سرزد ہو جانے پر حق تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کے دروازے بند نہیں کر دیتا بلکہ اب بھی کھلے رکھتا ہے، ہر چہ ہستی باز آ!

ثم تاب علیھم لیتوبوا (پ۱۱۔ التوبۃ ع۱۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرط یہ ہے۔بشرطیکہ وہ بھی یہ سمجھتے ہوں کہ:اس کے سوااور کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔

وطنوا ان لا ملجا و من الله الا اليه (ايضاً)

اور وہ اصلاح حال کی کوشش بھی شروع کر دیں۔

فمن تاب من بعد ظلمه و اصلح فان الله يتوب عليه (پ٦ ۔ المائدہ ع٦)

الا الذين تابوا و اصلحوا و بينوا فاولئك اتوب عليهم (پ٢ ۔ بقرہ ع١٩)

اب بھی غلطی اور خطا ممکن ہے لیکن توبہ کے وقت کے لیے اس کی گنجائش نہ چھوڑے، اس کے باوجود اگر بشری کمزوری کی بنا پر گناہ سرزد ہو جائے تو پھر بھی توبہ کی جاسکتی ہے اور اس قبولیت کے یہ معنی نہیں کہ خدا کو اس پر غیرت نہیں آتی بلکہ یہ اس کے فضل و کرم کا تقاضا ہے کہ خطاکار بندے نے اگر اپنی غلطی کا احساس کر لیا ہے تو جانے دو۔

واذا جآءك الذين يؤمنون بايتنا فقل سلم عليكم كتب ربكم على نفسه الرحمة انه من عمل سوء بجهالة ثم تاب من بعده و اصلح فانه غفور رحيم (پ٧ ۔ الانعام ع٦، پ١٤ ۔ النحل ع١٥)

اور راہ راست پر چلنے کی سعی کی۔

وانی لغفار لمن تاب وامن و عمل صالحا ثم اهتدیٰ (پ٦٠ ۔ طٰہٰ ع٤)

ان کی توبہ یوں قبول کی جاتی ہے کہ ہر غلطی بھی نیکی بن جاتی ہے اور یہ ساری کرامت احساس ندامت کی ہے، کیونکہ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا مگر ان کے احساسات یہ ہیں کہ اگر بس چلے تو پھر اس بدی کے بجائے نیکی ہی کریں، اس لیے وہ ذات کریم ان کے احساسات کو عمل تصور کر لیتی ہے۔

ومن تاب و عمل صالحا فانه يتوب الى الله متابا (پ١٩ ۔ الفرقان ع٦)

توبۃ نصوحا: قرآن کی زبان میں ایسی توبہ، توبۃ النصوح کہلاتی ہے:اس لیے فرمایا کہ توبہ کرو تو ایسی کرو۔

يايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة النصوحا (پ٢٨ ۔ التحریم ع٢)

اللہ کے فرشتے بھی ایسے توبہ کرنے والوں کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو توبہ کے اتباع وحی کا التزام کرتے ہیں۔

فاغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم (پ٢٤ ۔ المومن ع١)

نجات انہی لوگوں کا مقدر ہے۔

فعسى ان يكون من المفلحين (پ٢٠ ۔ القصص ع٧)

توبوا الى الله جميعا ايها المؤمنون لعلكم تفلحون (پ١٨ ۔ النور ع٤)

یہی لوگ بہشت میں جائیں گے۔

فاولئك يدخلون الجنة ولا يظلمون شيئا (پ١٦ ۔ مریم ع٤)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرط یہ ہے کہ گناہ کے بعد فوراً تڑپ کر اللہ کے حضور توبہ کریں۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاوك فاستغفروا الله (پ۵۔النساء ع۹)

اصل توبہ یہی ہے کہ، نادانی سے غلطی سرزد ہوتے ہی، اپنی غلطی کا احساس کریں۔

انما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فاولئك يتوب الله عليهم (پ۴۔ النساء ع۳)

اب توبہ قبول نہیں۔ موت سر پر آجائے یا توبہ کے ساتھ کفر و شرک کا سلسلہ بھی قائم رہے تو اب ان کی توبہ قبول نہیں ہے۔

وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم الموت قال انى تبت الان وللذين يموتون وهو كفار (ایضاً)

یہ سراپا قوت و طاقت ہے۔ توبہ دلشکنی، ناتوانی اور احساس کمتری کی صورت نہیں بلکہ سامان جمعیت اور قوت کا سرچشمہ بھی ہے کیونکہ اب مرکز توجہ ایک ذات ہو گئی ہے۔

يقوم استغفروا ربكم ثم توبوا اليه يرسل السمآء عليكم مدارا و يزدكم قوة الى قوتكم (پ۱۲۔ ھود ع۴)

شرط یہ ہے کہ: توبہ کے بعد پھر انحراف کا ارتکاب نہ کیا جائے۔

ولا تتولوا مجرمين (ایضاً)

اس کے علاوہ زندگی کے باقی سارے دنیوی مکارم حیات سے بھی وہ تمہیں سرفراز کر دے گا۔

فقلت استغفروا ربكم انه كان غفارا ۔ يرسل السمآء عليكم مدارا ۔ ويمددكم باموال وبنين و يجعل لكم جنت و يجعل لكم انهرا (پ۲۹۔ نوح ع۱)

بہترین سامان زیست: بہتر زندگی اور بہتر سامان زیست، انسان کی معراج تمنا ہے۔ قرآن کہتا ہے: رب کے حضور سچی توبہ تم کرو اور سبھی کچھ لو۔

ان استغفروا ربكم ثم توبوا اليه يمتعكم متاعا حسنا الى اجل مسمى و يؤت كل ذى فصل فضله (پ۱۲۔ ھود ع۱۲)

کفارہ بھی توبہ ہے: توبہ صرف زبانی کلامی بات نہیں بلکہ عمل کی ضمانت بھی دینا پڑتی ہے، اس لیے توبہ کے ذکر کے بعد امن و عمل صلحا ثم اهتدىٰ بھی آیا ہے، چنانچہ خون ناحق کا کفارہ "خوں بہا ادا کرنا، غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے روزے رکھنا بھی "توبہ" قرار دیا گیا ہے۔

فدية مسلمة الى اهله و تحرير رقبة مومنة ۔ فمن ثم يجد فصيام شهرين متتابعين توبة من الله (پ۵۔ النساء ع۱۳)

نشہ دولت کے بدمستوں کے لیے توبہ بہتر ہے۔ جو لوگ نشہ دولت میں بدمست ہیں اور اسلام اور اہل اسلام پر نکتہ چینی کرتے رہتے ہیں، ان کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعلق فرمایا، ان کے لیے بہتر یہ ہے کہ اس سے باز آجائیں اور توبہ کریں۔

وما نقموا الا ان اغنهم الله و رسوله من فضله فان يتوبوا يك خيرا لهم (پ۱۰۔ توبہ ع۱۰)

مشرک توبہ کیوں نہیں کرتے۔ جن لوگوں نے تین خدا بنا لیے ہیں جیسے عیسائی: وہ بڑا جرم کرتے ہیں، انہیں بھی توبہ کرنا چاہیے تھی۔

افلا يتوبون الى الله و يستغفرونه (پ۶۔ مائدہ ع۱۰)

افسوس! توبہ نہیں کرتے۔ اپنی شامت اعمال کی وجہ سے مصیبتیں دیکھتے ہیں مگر توبہ کی توفیق نہیں پاتے اور نہ ہی کوئی نصیحت پکڑتے ہیں، کتنے افسوس کی بات ہے۔

او لا يرون انهم يفتنون فی كل عام مرة او مرتين ثم لا يتوبون ولا هم يذكرون (پ۱۲۔ توبہ ع۱۶)

خدا کے نزدیک بندوں کی یہ صورت حال ان کی قساوت قلبی کی نشانی ہے، جس کے بعد آسمانوں میں ان کی مکمل تباہی کے احکام جاری کر دیئے جاتے ہیں۔

فاخذنهم بالباسآء والضرآء لعلهم يتضرعون ۔ فلولا اذاجآء هم باسنا تضوعوا ولكن قست قلوبهم وزين لهم الشيطن ما كانوا يعملون ۔ فلما نسوا ماذكروا به فتحنا عليهم ابواب كل شی حتياذا فرحوابما اوتوا اخذنهم بغتة فاذا هم مبلسون (پ۷۔ الانعام ع۵)

تو ہم نے ان کو سختی اور تکلیف میں گرفتار کیا تاکہ وہ (ہمارے حضور میں) گڑگڑائیں۔ تو جب ان پر ہمارا عذاب آیا تھا تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے مگر (اصل بات یہ ہے کہ) ان کے دل سخت ہوگئے تھے اور جو اعمال کیا کرتے تھے، شیطان نے وہ ان کو آراستہ کر دکھائے تھے۔ جب وہ ان تمام باتوں کو بھول بسر بیٹھے تو ہم نے بھی ان پر ہر طرح کی نعمتوں کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک کہ جب وہ ان نعمتوں کی وجہ سے اترانے لگے تو ہم نے یکایک ان کو دھر لیا اور وہ بے آس (ہکے بکے) ہو کر رہ گئے۔

جو توبہ نہیں کرتے: جو لوگ توبہ نہیں کرتے وہ دراصل اپنا ہی نقصان کرتے ہیں۔

ومن لم يتب فاولئك هم الظلمون (پ۲۶۔ الحجرات ع۲)

کیونکہ اگر وہ راہ راست اختیار نہیں کریں گے تو منزل سے دور بھی وہی رہیں گے، دوسرے کا کیا بگڑے گا۔

توبہ اور احادیث: توبہ اپنے خلاف بکنے یا اپنے کو احساس کمتری میں مبتلا کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ رب سے بچھڑنے کے احساس کے بعد اس کے قرب و وصال کے لیے تڑپنے اور منتوں سے اس کو منانے کو توبہ کہتے ہیں اور ایک لحاظ سے تو یہ ایک "سنت پیغمبری" بھی ہے اس لیے ارشاد ہے کہ: لوگو! رب کے حضور میں توبہ کرو! خود میں (بھی) دن بھر میں سو بار توبہ کرتا ہوں۔ گویا کہ رجوع الی اللہ کا نام بھی توبہ ہے۔

يايها الناس ! توبعا الى الله فانی اتوب اليه فی اليوم مائة مرة (رواه مسلم عن الاغر المزنی وفی الادب عن ابن عمر و فی البخاری عن ابی هريرة: واتوب اليه فی اليوم اكثر من سبعين مرة)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

اظہار ندامت پر اللہ تعالیٰ اسے مزید کوستے نہیں بلکہ اسے خصوصی توبہ سے نوازتے اور اس پر ناز کرتے ہیں۔

ان العبد اذا اعترف ثم تاب الله عليه (رواه البخاری عن عائشة) لله اشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب اليه من احدكم الحديث (رواه مسلم عن انس)

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے میرے عرق انفعال کے

ہر انسان خطاکار ہے، مگر ان میں بہتر وہ ہیں جو بار بار توبہ کرتے ہیں۔

كل بنی آدم خطاء و حير الخطائين التوابين (دارمی عن انس، الترمذی)

اللہ تعالیٰ کو ایسے گنہگار پیارے لگتے ہیں جو خطا پر چونک پڑتے ہیں اور رب سے معافیاں مانگتے ہیں۔

ان الله يحب العبد المومن المفتن التواب (مشكوة بحواله احمد)

دراصل توبہ میں یہ احساس اور رب سے یہ عہد ضروری ہے کہ: یہ گناہ پھر نہیں کروں گا۔

التوبة من الذنب ان لا تعود اليه ابدا (جامع بحواله ابن مردويه عن ابن مسعودؓ)

ایسی توبہ، توبۃ النصوح کہلاتی ہے: کیونکہ اس میں احساس ندامت کی روح کارفرما ہوتی ہے۔

التوبة النصوح الندم على الذنب حين يفرط منك فتستغفر الله تعالىٰ ثم لا تعود اليه ابدا (ايضاً عن ابن ۔ من)

یہ احساس اور یہ بے چینی حق تعالیٰ کی نظر عنایت کے لیے اپنے اندر بلاء کی کشش رکھتی ہے اس لیے ارشاد ہوتا ہے کہا گر تم گناہ نہ کروگے تو اللہ تعالیٰ اور گناہ گار لے آئیں گے جو گناہ کر کے توبہ کریں گے تا کہ وہ اسے بخشا کریں کیونکہ اس سے ان کی شان رحیمی اور بندہ نوازی کا اظہار ہوتا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: والذی نفسی بيده لولم تذنبوا الذهب الله بكم ولجاء بقوم يذنبون فيستغفرون الله فيغفرلهم (رواه مسلم عن ابی هريرة)

اس کے یہ معنی نہیں کہ: خدا خود مجرموں کے انتظار میں ہے بلکہ مجرموں اور گناہ گاروں کو مایوسی اور قنوطیت سے نجات دلانا مقصود ہے کہ: گھبراؤ نہیں، اگر تم نے اپنی غلطی کا احساس کر لیا ہے تو ہم آپ سے نفرت نہیں کرتے، آپ کی معذرت قبول کرتے ہیں۔ آیئے! جی بسم اللہ۔

اس کے علاوہ درد بھری پکار اور فریاد اپنے اندر بلا کی کشش رکھتی ہے، اور یہ دولت ایک گنہ گار کے دل شکستہ کے سوا اور کہیں نہیں ملتی۔

مدام گوش بہ دل رہ یہ ساز ہے ایسا
جو ہو شکستہ تو پیدا نوائے راز کرے

اس لیے خدا کو ایسے گنہ گاروں کی تلاش رہتی ہے لیکن اس کا صحیح اندازہ وہی لوگ کر سکتے ہیں جن کو روٹھے ہوئے دوست بچھڑ کر پھر آملنے کا کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تجربہ ہوا ہے۔

ننانوے کا قاتل، اب اپنے رب کو منانے کے لیے گھر سے اُٹھ دوڑا ہے اور مایوسی کے عالم میں ایک اور بھی قتل کر ڈالا اور اسی تلاش توبہ میں راستہ میں موت نے آلیا تو حق تعالیٰ نے منزل کو قریب کر دیا تاکہ رحمت کے ملائکہ کے لیے بہانہ بن جائے۔

فاوحی اللہ الی ھذا ان تباعدی والی ھذہ ان تقاربی (جمع الفوائد بحوالہ شیخین)

حق تعالیٰ اپنے گناہ گار بندے کے انتظار میں رہتا ہے، تاوقتیکہ وہ موت کے نرغے میں آجائے یا یہ کہ: دنیائے دارالعمل کی بساط الٹ جائے۔

من تاب قبل طلوع الشمس من مغربھا تاب اللہ علیہ (مسلم عن ابی ھریرہ)

گناہوں کا زنگ دل پر چڑھتا رہتا ہے، یہ تب دھلتا ہے، جب وہ توبہ کرتا ہے۔

ان المومن اذا اذنب کانت نکتۃ سوداء فی قلبہ فان تاب واستغفر صقل قلبہ (ترمذی وغیرہ عن ابی ھریرہ)

جھوٹی توبہ: زبان سے توبہ توبہ کرے اور کام بھی وہی بُرے جاری رکھے، اس کو توبۃ الکذابین کہتے ہیں، اس لیے جو زبان سے ''واتوب الیہ'' کا ورد کرتے ہیں، امام طحاوی اور دوسرے حنفیوں کا یہ مذہب ہے کہ: ''اتوب الیہ'' کہنا مکروہ ہے اور عند اللہ یہ توبہ، توبہ شمار نہیں ہوتی۔ امام ابن رجب فرماتے ہیں کہ یہی فیصلہ حق ہے۔

وھذا حق فان التوبۃ لا تکون مع الاصرار (شرح اربعین) واختلف الناس فی جواز قولہ واتوب الیہ تکرھہ طائفۃ من السلف وھو قول اصحاب ابی حنیفۃ ھکاہ عنھم الطحاوی فقال الربیع بن خیثم، یکون قولہ واتوب الیہ کذبتہ وذنبا (شرح اربعین) قال بعض العارفین من لم یکن ثمرۃ استغفار تصحیح توبتہ فھو کاذب فی استغفارہ (ایضاً)

حدود اللہ کا نفاذ قبول کرنا بھی توبہ ہے۔

لقد تاب توبۃ لو قسمت بین امۃ لو سعتھم فوالذی نفسی بیدہ لقد قابت توبۃ لوتا لھا صاحب مکس لغفرلہ (رواہ مسلم عن بریدۃؓ)

امام بلخی نے عین العلم میں اس موضوع پر خصوصی روشنی ڈالی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

توبہ کا طریق کار: توبہ ایک لفاظی شے نہیں ہے بلکہ یہ اپنے ساتھ کچھ تقاضے رکھتی ہے، جن کے بغیر توبہ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ کہ گناہ پر پشیمان ہو۔

۲۔ اس کی تلافی کی صورت ہو تو وہ مثلاً اللہ کے سلسلے میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو اس کی قضا یا کفارہ دے۔ اگر کسی بندے کا کچھ مارا ہے تو اسے واپس کرے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اسے صدقہ کر دے، رفاہ عامہ کے معاملات میں خرچ کرے یا عدالت کے حوالے کر دے، اگر قصاص کی بات ہو تو بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے لیے اپنے کو پیش کرے، بدلے میں وہ خوں بہالیں یا قتل کریں، بہر حال قبول کرے۔ اگر یہ ممکن نہ رہے تو پھر اتنی نیکیاں کرے کہ ان حق تلفیوں کی مکافات ہو سکے، اگر کسی کو گالیاں دیں یا گلہ کیا تو کمال عاجزی اور شفقت سے ان سے معاف کرائے اور مافی مانگے۔

۳۔ بدی کے بعد اب نیکی کی بھرمار کر دے۔ گانے باجے کی بجائے اب اتنی مدت قرآن سنے جتنا عرصہ جم کر معصیت کی ہے، اب اتنی مدت کے لیے اعتکاف کو شعار بنائے، شراب کے بدلے حلال مشروبات صدقہ کرے، گلہ کے عوض اس کا ذکر خیر کرے، لوٹ مار کے بدلے صدقہ خیرات کرے۔

۴۔ یہ عزم بھی کرے کہ یہ گناہ پھر نہیں کروں گا اور

۵۔ پورے خلوص کے ساتھ کرے؟ ہاں اگر اس لیے توبہ کرتا ہے کہ اب وہ گناہ اس کے مقدور میں نہیں رہا تو یہ توبہ، توبہ نہیں رہے گی۔

۶۔ پھر نہادھو کر تنہائی میں چار رکعت نفل پڑھے اور مٹی پر پیشانی رکھ کر ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ روئے، گڑگڑائے، اونچی اواز سے رب کو پکارے اور ایک ایک کر کے گناہ یاد کرے اور اس پر اپنے کو ماتم کرے، ہاتھ اُٹھا کر رب کی حمد وثنا کرے، درود شریف پڑھے، اپنی ذات، والدین اور تمام مسلمانوں کے لیے دعائیں کرے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ:

پختہ عزم اور امید و بیم کے عالم میں توبہ کرے، مسجد میں جا کر دوگانہ پڑھے، ستر بار استغفار کرے، سبحان اللہ، الحمدللہ سو دفعہ کہے اور ہر طرح صدقہ خیرات کرے اور ایک دن کا روزہ رکھے، امید قوی ہے کہ اللہ معاف کر دے گا۔

توبہ کے لیے آمادگی کے اسباب: اس درجہ کی توبہ کی توفیق حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ توبہ کے فضائل اور فوائد یاد کرے۔

۲۔ گناہ کی قباحتوں کا تصور کرے۔

۳۔ اس کی سخت سزا کا خیال دل میں لائے اور یہ سوچے کہ یہ ناتواں بندہ اس سزا کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

۴۔ آخرت کے انعام واکرام پر نگاہ رکھے۔

۵۔ بے وفا دنیا کی کم مائیگی کو سامنے لائے۔

۶۔ موت کے آنے کا تصور کرے کہ بس قریب ہے۔

۷۔ رب کی معرفت میں جو لذت ہے اس کو ذہن میں لائے۔

۸۔ جو مہلت ملی ہے اس کی گرفت کا خوف کرے۔

۹۔ اور استدراج سے ڈرے۔

۱۰۔ اور ان اسباب کو خیرباد کہے جو معصیت کا سبب بنتے ہیں۔ مثلاً دنیا کا غرور، اس سے محبت اور لمبی امیدیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گناہ کی بھرمار، دلوں کی تاریکی کا موجب بنتی ہے، اس سے دل زنگ آلود اور مہر شدہ ہو جاتا ہے اور یہ لازوال مرض ہے (عین العلم ملخصًا للامام محمد بن عثمان للبلخی)

توبہ کرنے کے لیے پہلے دوگانہ اور کچھ وظیفے پڑھنا گو مفید بات ہے، تاہم ضروری نہیں ہے اگر خطا اور گناہ سرزد ہونے پر انسان پوری تڑپ، سچی ندامت اور اخلاص سے زبان اور سچے تہیا کے ساتھ رب کے حضور توبہ کرتا اور معافی مانگتا ہے تو وہ توبہ بھی توبہ ہو گی۔ عین العلم کے اہل دل مصنف نے توبہ کی جو شکل بتائی ہے، اگر وہ اختیار کر لی جائے تو وہ بھی نور علی نور والی بات ہو گی۔ ہاں دوگانہ اور تسبیح و تہلیل کے علاوہ دورے جن امور کا ذکر ہے۔ وہ واقعی سچی توبہ کی جان ہیں۔

معصیت کی مضرت: اس سلسلے میں غفلت کی نوعیت اور اسباب سے امام ابن القیم نے اپنی مشہور کتاب "الجواب الکافی لمن سائل عن الدواء الشافی" میں جو بحث کی ہے، وہ نہایت ہی بصیرت افروز ہے۔ بہتر ہے کہ کوئی بندہ خدا اس کا ترجمہ اُردو میں شائع کر کے اسے عام کر دے۔ اللہ تعالیٰ اسے اجر جزیل عنایت کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(۴) التواب الرحیم (بڑا ہی درگزر کرنے والا مہربان ہے) اگر بندہ کی خوئے توبہ اس کے گناہوں پر بھاری ہے تو بندہ کو بھی تواب کہہ سکتے ہیں، رب کو تو اس لیے تواب کہتے ہیں کہ معذرت قبول کرنے اور درگزر کرنے کی اس کی کوئی حد نہیں ہے، اور پھر کمال مہر و محبت اور کرم کے ساتھ قبول فرماتا ہے۔ اس مرحلہ کے بعد حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "خلعت نبوت" سے سرفراز کیا گیا۔ (تفسیر کبیر للرازی)

(۵) اهبطوا منها (یہاں سے اتر جاؤ!) اس سے آدم و حوا اور ابلیس مراد ہیں، بعض جگہ اهبطا منها دونوں اتر جاؤ! آیا ہے۔ حضرت امام ابن القیم کی تحقیق یہ ہے کہ: جہاں جمع کا صیغہ ہے، وہاں تینوں (آدم، حوا اور ابلیس) مراد ہیں اور جہاں تثنیہ (دو) کا صیغہ (لفظ) ہے، وہاں صرف آدم او رابلیس مراد ہیں، حوا تبعاً آ گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے، آدم اور ابلیس ثقلین (جن و انس) کے باپ ہیں، اور انہی دونوں کے مابین عداوت کی داغ بیل پڑی تھی، اور یہی سلسلہ ان کا آگے بھی چلا۔ جنہوں (مثلاً زمخشری) نے ان سے مراد کچھ اور لیا ہے، انہوں نے اس کی تردید کی ہے۔ تفصیل کے لیے تفسیر ابن القیم ملاحظہ ہو!

(۶) فاما یاتینکم منی هدی (اگر ہماری طرف سے تمہارے پاس کوئی ہدایت پہنچے) اس سے "سلسلہ انبیاء" وارثان علوم انبیاء (علماء) اور صحف سماوی مراد ہیں۔

انبیاء: ایک روایت کے مطابق انبیاء کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار ہے۔

قال ابوذر: قلت یارسول الله! کم الانبیاء؟ قال مائة الف و عشرون الفا (موارد الظمان الی زوائد ابن حبان ص ۵۳)

امام ابن مردویہ کی روایت کی رُو سے ان کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے۔

قال مائة الف و اربعة عشرون الفا (تفسیر ابن کثیر: ج ۱ ص ۵۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن حجر نے بھی ابن حبان سے یہی روایت نقل کی ہے۔(فتح:۶/۳۶۱)

ان میں سے رسولوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے۔

یارسول الله! کم الرسل من ذلك (وفی روایة ابن مردویة: منهم) قال ثلث مائة ثلثة عشر جما غفیرا (زوائد ابن حبان ص ۱/۵۴)

مسند احمد میں ان کی تعداد تین سو پندرہ ہے۔

الرسل من ذلك ثلث مائة و خمسة عشر جما غفیرا (مسند احمد، مسند ابی امامۃ)

انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعداد کے سلسلے میں متعدد روایات آئی ہیں، حضرت ابوذر، حضرت ابوامامہ اور حضرت انس ان کے راوی ہیں مگر کلام سے خالی ایک بھی روایت نہیں ہے، ہاں ابن حبان نے حضرت ابوذر کی روایت کی تصحیح کی ہے۔

وقد روی هذا الحدیث بطوله الحافظ ابو حاتم بن حبان البستی فی کتاب الانواع والتقاسیم وقدوسمه بالصحة (ابن کثیر: ص ۱/۵۸۶) لیکن امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ امام ابن جوزی نے ابراہیم بن ہشام کی وجہ سے اس کو موضوع قرار دیا ہے اس کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ غیر واحد ائمہ نے اس راوی میں کلام کیا ہے: ولا شك انه قدر تكلم فيه غير واحد من ائمة الجرح والتعديل من اجل هذا الحديث والله اعلم (ایضاً) گویا کہ موصوف بھی اس روایت کے سلسلے میں مطمئن نہیں ہیں۔ ہاں حافظ ابن حجر عسقلانی کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ اس قابل احتجاج تصور کرتے ہیں یعنی اس کی کثرت طرق کی وجہ ہے۔

ووقع فی ذکر عدد الانبیاء حدیث ابی ذر مرفوعا انهم مائة الف واربعة و عشرون الفا الرسل منهم ثلث مائة و ثلثة عشر صححه ابن حبان (فتح الباری: ص ۶/۱۶۱)

نبی کا تعارف: نبوت ایک رفیع منصب ہے، جو اپنی مشیت اور مرضی کے تحت اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے، اس مقام اور منصب تک رسائی، علم و کشف کے ذریعے ہوتی ہے نہ کسی ذاتی استعداد کی بدولت، اس کا تعلق جسم نبی سے ہے نہ اس کے عوارض سے، بلکہ اس کا تعلق اس سے بھی نہیں کہ وہ اپنے نبی ہونے کو جانتے ہیں، اصل اس کا مرجع صرف یہ بات ہوتی ہے کہ اللہ نے ان کو اس کی اطلاع بخشی ہے کہ میں نے آپ کو نبی بنالیا ہے، اس لیے اس کی وفات سے بھی اس کا سلسلہ نہیں ٹوٹتا۔ قال ابن حجر:

وهی الرفعة: والنبوبة نعمه یحسن بها علی من یشاء ولا یبلغا احدبعلمه ولا کشفه ولایستحقا باستعداد ولایته و معنا ها الحقیقی شرعا من حصلت له النبوة، ولیست راجعة الی جم النبی ولا الی عرض من اعراضه، بل ولا الیعلمه بکونه نبیا بل المرجع الی اعلام اللله له بانی نباتك اوجعلتك بنیا دعلی هذا فلا تبطل بالموت کما لا تبطل بالنوم والغفلة (فتح: ص ۶/۳۶۱)

حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: کہ حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح اور حضرت ادریس علیہم السلام سریانی نبی ہیں اور حضرت ہود،

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وسلم عربی نبی ہیں (موارد الظمان ص ۵۳ وابن کثیر: ص ۱/۵۸۵ بحوالہ ابن مردویہ)

قرآن مجید میں جن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء گرامی مذکور ہیں، ان کے نام یہ ہیں:

حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت لوط، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ایوب، حضرت شعیب، حضرت موسیٰ، حضرت ہارون، حضرت یونس، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت الیاس، حضرت یسع، حضرت زکریا، حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰ، ذوالکفل اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وسلم (تفسیر ابن کثیر: ص ۱/۵۸۵)

حضرت خضر کے متعلق مختلف روایات ہیں، جمہور کے نزدیک وہ بھی نبی ہیں اور آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

وقال القرطبی:وھو نبی عند الجمھور والایۃ تشھد بذلك لان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یتعلم ممن ھو دونہ (فتح: ص ۶/۴۳۴) اسی طرح اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں یا نہیں؟ حضرت امام بخاری، امام حربی، امام ابو جعفر بن المناوی، امام ابویعلیٰ الفراء، امام ابوطاہر عبادی اور امام ابو بکر بن العربی اور ایک جماعت کے نزدیک وہ اب صفحہ ہستی پر موجود نہیں ہیں، ہاں جمہور کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وہ اب بھی زندہ ہیں۔

قال ابن الصلاح: ھو حی عندجمھور العلماء والعامۃ معھم فی ذلك (فتح الباری: ص ۶/۴۳۴)

خاص کر صوفیائے کرام کا اس امر پر اصرار ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہیں اور ان سے ان کی ملاقاتیں ہوتی ہیں، ایک واقعہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی بیان کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کے راوی گواراہیں۔

روی یعقوب بن سفیان فی تاریخہ و ابوعروبۃ من طریق ریاح ابن عبیدۃ: قال رایت رجلا یماشی عمر بن عبدالعزیز معتمد اعلیٰ یدیہ فلما انصرف قلت لہ: من الرجل؟ قال رایتہ؟ قلت نعم، قال احبك رجلا صالحاً ذاك اخی الخضر لا باس برجالہ (فتح الباری: ص ۶/۴۳۵)

وروی بن عساکر فی ترجمۃ ابی زرعۃ الرازی بسند صحیح انہ دای وھو شاب رجلا نھاہ من غشیان ابواب الامراء ثم راہ بعد ان صاد شیخا کبیر اعلیٰ حاتہ الاولیٰ فناہ عن ذلك ایضا قال فالتفت لا کلمہ فلم ارہ فوقع فی نفسی انہ الخضر (ایضاً)

روی البیھقی من طریق الحجاج بن قرانصتہ ان رجلین کان یتبایعان عنہ ابن عمر فقام علیھم رجلا فنھاھما عن الحلف باللہ ووعظھم بموعظۃ فقال ابن عمر لاحدھما: اکتبا منہ فاستعادہ حتی حفظھا ثم تطلبہ فلم یرہ: وکانو یردن انہ الخضر (ایضاً، ص ۶/۴۳۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال جو اکابر ان کی ملاقاتوں اور مشاہدہ کا ذکر کرتے ہیں، ان کو آسانی سے نظر انداز کرنا مشکل ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت دانیال علیہ السلام کے متعلق بھی آتا ہے کہ وہ اللہ کے نبی تھے۔ (ملاحظہ ہو تصریحات ابن تیمیہ)

آسمانی کتابیں: حضرت ابوذر والی روایت میں یہ بھی ہے کہ آسمانی صحیفوں اور کتابوں کی تعداد ایک سو چار ہے۔ (۵۰) حضرت شیث (۳۰) حضرت ادریس (۱۰) حضرت ابراہیم اور تورات کے سوا (۱۰) صحیفے حضرت موسیٰ علیہم السلام پر نازل ہوئے۔ تورات، انجیل، زبور اور قرآن پاک ان کے علاوہ ہیں۔

قلت یارسول اللہ کم کتبا: نزلہ ؟ قال مائۃ کتاب و اربعہ کتب، انزل علیشیث خمسون صحیفۃ و انسل علی اخنون (الی ادریس) ثلثون صحیفۃ و انسل علی ابراھیم عشر صحائف وانزل علی موسیٰ قبل التوراۃ عشر صحائف وانزل التوراۃ والانجیل والزبور والقرآن (موارد الظمان: ص ۵۳)

لیکن اب قرآن حمید کے سوا اور کوئی آسمانی کتاب اپنی اصل شکل میں موجود نہیں رہی، اس لیے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ان کی تصدیق اور تکذیب سے روک دیا ہے کیونکہ صورت حالی کافی مشتبہ ہو گئی ہے۔

اذا حدثکم اھل الکتاب فلا تصدقوھم ولا تکذبوھم (موارد الظمان وغیرہ: ص ۵۸)

(۷) والذین کفروا و کذبوا بایتنا (اور جو لوگ انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے) اوپر کی سطور میں ہم نے بتایا ہے کہ ھُدیً سے مراد انبیاء اور آسمانی کتابیں ہیں، اس آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ غرض یہ کہ: انکار اور تکذیب آیات، عذاب الٰہی کو دعوت دینے والی بات ہے۔

ایک انسان ایک بات کو صحیح مانتا ہے لیکن اسے اختیار کرنے سے انکار کرتا ہے، دوسرا یہ کہ انکار کے ساتھ اس بات کی حقانیت اور افادیت کی بھی تکذیب کرتا ہے۔ یہ دوہرا سنگین جرم ہے۔ اس لیے فرمایا کہ یہ دوزخی لوگ ہیں۔ کیونکہ جو ٹیڑھے چلتے ہیں، ان کے بل آگ کی اسی بھٹی میں نکل سکتے ہیں۔ ان کا اور کوئی علاج نہیں ہے۔ باقی رہی اصحاب النار (دوزخیوں) کی پوری تفصیل؟ سو وہ کسی اور موقع پر پیش کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ان آیات کا حاصل یہ ہے کہ:

خطاء کے سرزد ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خود ہی "آداب معذرت" سکھائے، جب انہوں نے اس زبان میں اللہ کے حضور میں اپنی معذرت پیش کی تو وہ فوراً قبول کر لی گئی، کیونکہ اللہ اسے کبھی نہیں ٹھکراتا جو چل کر اس کے "در" پر حاضر ہوتا ہے اور گڑگڑا کر معافی مانگتا ہے اور یہ محض اس کے رحم کا تقاضا ہے۔ کسی کا قرض نہیں دینا۔ تاہم ان سے کہا گیا کہ آپ اب یہاں سے تشریف لے جائیں، ہاں اگر میری طرف سے نبی اور کتاب کبھی تمہارے پاس پہنچ جایا کرے تو جو اس کی اطاعت کرے گا اس کے لیے اسے وہی جنت گم گشتہ پھر مل جائے گی۔ لیکن جو لوگ انکار و جحود اور تکذیب کی راہ اختیار کریں گے انہیں دوزخی سمجھیے اور وہ آخر کار آگ کا ہی ایندھن بنیں گے۔

فقہ القرآن: اس رکوع ۴ سے مندرجہ ذیل احکام مستنبط ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ خلق خدا کے رُشد و ہدایت اور فلاح و صلاح کے لیے کارِ جہاں بانی "نری اللہ ہو" کہنے سے کہیں بہتر ہے۔ یہ اس صورت میں ہے، جب خلیفہ سے اسلامی ریاست کی سربراہی مراد لی جائے۔ (قال انی اعلم مالا تعلمون)

۲۔ باقی رہیں انسان کی غلط کاریاں؟ گو وہ بُری اور مضر ہیں تاہم انسان کو ان سے منزہ اور پاک پیدا نہیں کیا گیا اور نہ وہ غیر متوقع ہیں (اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدماء ۔ الایة) لیکن اس کے باوجود اس کی افادیت کا پہلو غالب ہے، اور کارگاہ حیات کی اس کشمکش میں اس کی صلاحیتوں سے جو متوقع ہے، اس نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ ساری مخلوق میں انسان خدا کا ایک عظیم شاہکار ہے اور جو تخریبی عنصر اس کے خمیر میں پوشیدہ ہے، وہی دراصل اس کی عظمتوں کا امین بھی ہے اور متناقض الخواص کا یہ عظیم پتلہ اپنے انہی متناقض خواص کے باہمی تزاحم اور کشاکش کی وجہ سے زندہ اور روز افزوں تابندہ ہے، اس لیے اسلام میں ترک دنیا کوئی نیکی نہیں، نیکی یہ ہے کہ بحر حیات کے مگر مچھوں میں رہ کر اپنی کشتی حیات کو سلامتی سے پار لے جائے۔ اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو محسوس ہو گا کہ یہ صرف انسان کی بات نہیں بلکہ پوری کائنات اسی تزاحم اور کشاکش کا ہی نام ہے۔ اور وہ ایک ایسا سٹیج ہے جس پر متناقض الخواص کے حامل یہی پتلے ہر وقت ایکٹ کر رہے ہیں۔ چونکہ ملائکہ کا استعجاب انسان بلکہ خدا تعالیٰ اب جو دنیا بسانا چاہتے تھے، اس ساری کائنات کے اسی نکتہ اور خاصہ سے بے خبری کا نتیجہ تھا۔ اس لیے اس پر ان سے کہا گیا کہ جو میں جانتا ہوں، اس کا آپ کو ہوش نہیں: انی اعلم مالا تعلمون ۔

۳۔ انسان کی عظمت کا دوسرا راز اس کی "آگہی" ہے کہ اسے دانائے راز بنایا گیا ہے، ان کی حقیقت بین نگاہ اور مزاج شناس قلب و دماغ صرف کیمرے نہیں بلکہ تسخیر اور تخلیق کی قوتوں سے آراستہ بھی ہیں، اس دنیائے بیکراں میں اس چھوٹے سے پتلے کی صلاحیتیں اس سے بھی وسیع تر اور بیکراں ہیں اسی لیے آپ دیکھ رہے ہیں کہ انسان کے دائرہ عمل کی وسعتوں نے زمین و آسمان کی حدود فراموش وسعتوں پر کمندیں ڈال کر انہیں روند ڈالا ہے۔ اس کے برعکس نورانی فرشتوں کی نورانی مشعلیں، مفوضہ امور سے پرے تھکی ماندی، بجھی بجھی سی اور درماندہ سی دکھائی دیتی ہیں۔ ملاحظہ ہو آیت علم آدم الاسماء کلھا اور لا علم لنا الا ما علمتنا ۔

۴۔ آسمان و زمین کے سارے غیوب پر نگاہ صرف رب دانائے راز کی ہے، اس میں دوسرا اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے۔ (انی اعلم غیب الایة)

۵۔ انسان ملائکہ سے افضل ہے۔ فسجدوا لیکن اس کے باوجود اس کی رہنمائی اور وحی سے بے نیاز نہیں ہو سکتا (فاما یاتینکم منی ھدی) ورنہ آزاردہ انجام سے دوچار ہو گا (اولئك اصحب النار)

۶۔ غالب اکثریت جس کی مخاطب ہوتی ہے، اس میں شامل اقلیت خود بخود آجاتی ہے الا یہ کہ استثناء کی اس میں کوئی دفعہ رکھ دی جائے۔ (الا ابلیس)

۷۔ خدا کے حضور، اس کے احکام کے سامنے "فلسفے چھانٹنا" ابلیس اور اس کی ذریت کا شیوہ ہے۔ خدا کے بندوں کا نہیں۔ (ابی واستکبر)

۸۔ جنت، مرنے سے پہلے بندوں پر حرام نہیں ہے (اسکن انت و زوجك الجنة) لیکن اس کے باوجود اب اس کا مکین تشریعی احکام سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اونچا نہیں چلا جاتا (ولا تقربا هذه الشجرة) اسی طرح مرنے سے پہلے بہشت میں داخلہ، ابدی داخلہ نہیں بن جاتا۔ (قلنا اهبطوا)

۹۔ دنیا اور اس کا قیام عارضی ہے، اور یہ ایک خاص نقطہ فنا کی طرف بڑھ رہی ہے۔ (متاع الی حین)

۱۰۔ جو بھی نافرمانی ہوتی ہے اس سے خدا کا کچھ نہیں بگڑتا، انسان کا اپنا ہی بگڑتا ہے۔ (فتکونا من الظلمین) اس پر اسے تھامنے اور سنبھلنے کے مواقع مہیا فرماتا ہے (فتلقی آدم) بالکل اسی طرح جس طرح ماں باپ اپنے بچے سے معاملہ کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر (التواب الرحیم)

۱۱۔ جو دعائیں یا اعمال خود خدا نے ہمارے لیے تجویز فرمائے ہیں، شرف قبولیت کا حتمی اور یقینی ذریعہ بھی صرف وہی ہیں، باقی سب تیر اور تکے ہیں، اس لیے ان میں طبع زاد ٹانکوں سے پرہیز کیا جائے ورنہ آپ کا مستقبل آپ کے لیے آپ کے حسب منشاء یقینی نہیں رہے گا۔

۱۲۔ میخانہ ہو یا مسجد، مکہ مدینہ ہو یا بینک اور لینن گراڈ شیطان ہر جگہ مار کر سکتا ہے، اس لیے کسی بھی وقت اور جگہ اس سے بے فکر نہیں ہونا چاہیے۔ دیکھئے! اس نے بہشت جیسی عصمت مآب جگہ پر بھی مار کی، نماز میں آکر خراب کرنا اس کا معمول ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم اس سے پناہ چاہتے ہیں۔

----:::::----

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منظور احسن عباسی

سیرت خیر البشر آیات قرآن مجید

عقل ہے دیوانہ محبوب رب العالمین	ہوش ہے وارفتہ انفاس ختم المرسلین
سیرت خیر البشر آیات قرآن مجید	نقش پائے رہبر عالم ہدی للمتقین
ذکر و فکر سرور کونین عیش دو جہاں	الفت شاہ دو عالم دولت دنیا و دیں
گنج قاروں، ملک دارا، تاج خسرو، جام جم	شاہ یثرب کے غلاموں کی نظر میں کچھ نہیں
سیرت پاک محمدؐ شارح خلق عظیم	صورت زیبائے احمد مظہر نور مبیں
دیکھنا پہنچے کہاں، فخر نبوت کے قدم	تھے جہاں عاجز پر و بازوئے جبریل امیں
چھا رہا ہے ابر عصیاں فیہ ظلمات برق	ہاتھ سے چھوٹے نہ دامان شفیع المذنبیں
ہے بہار گلشن توحید میلاد رسول	اہل ایماں کے لیے گلبانگ ننجی المومنیں
ناز کرتا ہوں، میں احسن کفر بالطاغوت پر	مجھ کو احساس خودی ہے لا احب الآفلیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالافتاء

عزیز زبیدی۔ واربرٹن

استفتاء

میت کے ناخن یا مونچھیں اگر بڑھ گئی ہوں۔ زوجین کا ایک دوسرے کو غسل دینا

۱۔ ایک لمبا بیمار مر جاتا ہے، اس کی حجامت بنانے والی ہوتی ہے، یونہی دیکھا جائے تو اس کی شکل اور ڈراؤنی لگتی ہے، اگر اس کے لب وغیرہ درست کر دیئے جائیں تو کیا جائز ہے؟

۲۔ خاوند یا بیوی میں سے کوئی مر جائے تو کیا وہ ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں، ایک صاحب اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ صحیح کیا ہے؟

الجواب:

میت کے ناخن وغیرہ: میت گو اب دنیا کے تکلفات اور ریت پریت سے دور چلی گئی ہے اور بہت دور تاہم ہمیں حکم ہے کہ اسے انسان سمجھیں اور اس کے ساتھ شائستہ، باوقار اور شایان شان معاملہ کریں، مثلاً یہ کہ اس کو نہلا کر خوشبو لگائی جائے، کفن سفید اور ستھرا دیا جائے، اس کو اچھے نام سے یاد کیا جائے، اس کی قبر پر نہ بیٹھا جائے، اس کی آنکھیں بند کر دی جائیں وغیرہ وغیرہ۔ ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اب بھی اس کی شکل وصورت اور صفائی کا خیال رکھا جائے تو کوئی مضائقہ کی بات نہیں ہے بلکہ بہتر ہے۔

حضرت زینب (حضور کی صاحبزادی) کا انتقال ہوا تو ان کے بالوں کو کنگھی کی گئی۔

ان أم عطية قالت مشطنا ها ثلثة قرون (بخاری: ص ۱۶۷/۱)

ولمسلم من رواية ايوب عن حفصة عن أم عطية ـ مشطنا ها ثلثة قرون.... وفيه حجة للشافعي ومن وافقه على استحباب تسريح الشعر (فتح الباری: ص ۱۳۳/۳) وفي رواية مشطتها ثلثة قرون (ابن ابی شیبۃ: ص ۲۵۲/۳ ورواہ ایضاً ابن ماجہ والنسائی وغیرھما)

حضرت حسن کا ارشاد ہے کہ میت کے ناخن کاٹے جائیں۔

عن منصور عن الحسن قال تقلم اظفار الميت (مصنف ابن ابی شیبۃ: ص ۲۴۷/۳)

مصنف عبدالرزاق کے الفاظ یہ ہیں:

عن معمر عن الحسن في شعر عانة الميت ان كان وافراء قال يوخذ منه (محلی لابن حزم: ص ۱۸۲/۵)

ابوالملیح الہذلی نے وصیت کی تھی کہ جب ان کا انتقال ہو تو اس کے ناخن اور بال کاٹے جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوصاهم فقال اذامات ان یاخذوا من شعرہ و اظفارہ(مصنف:ص۲۴۷/۳)

ابوالملیح ہذلی حضرت اسامہ بن عمیر (والد) حضرت انس اور حضرت عائشہ کے شاگرد ہیں۔۹۸ھ میں وفات پائی ہے۔(خلاصہ:ص۳۹۶)

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ کے شاگرد حضرت بکر بن عبداللہ المزنی (احد الاعلام) کا یہ دستور تھا کہ جب کسی میت کے بال اور ناخن بڑھے ہوتے تو وہ انہیں کاٹ دیتے۔

عن حمید عن بکر انه کان اذا و ای من المیت شیئا فاحشا من شعر و ظفر اخذہ و قلمه (مصنف ابن ابی شیبۃ:ص۲۴۷/۳)

اگر میت کے زیر ناف کے بال بھی بڑھے ہوتے تو حضرت سعد بن ابی وقاص استرا منگوا کر اسے مونڈ دیتے تھے۔

عن ابی قلابة ان سعدا غسل میتا فدعا بموسی فحلقه(ایضاً)

مصنف عبدالرزاق میں اس کی تصریح ائی ہے کہ یہ سعد، حضرت سعد بن ابی وقاص ہیں۔(ملاحظہ ہو محلی:ص۱۸۲/۵)

حضرت حفصہؓ کنگھی کرنے کو فرماتی تھیں۔

انها قالت سرح شعر المیت فانه یجعل معه(مصنف:ص۲۴۸/۳)

امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ اس کا تعلق فطرت سے ہے، اس لیے فطرت کی صورت میں اسے رب کے پاس بھیجا جائے۔

وصح بان کل ذلك من الفطرة فلا یجوز ان یجهز الی ربی تعالیٰ الا علیٰ الفطرة التی مات علیها(محلی:ص۱۸۱/۵)

نیز لکھتے ہیں کہ اس کے جو مخالف ہیں، وہ ایسے صحابی کی مخالفت کو عظیم جرم تصور کرتے ہیں جن کا کوئی مخالف نہ ہو۔ یہاں بھی یہی بات ہے کہ حضرت سعد کا کوئی بھی مخالف نہیں ہے: گویا کہ یہ اجماع سکوتی ہے۔

وهم یعظمون مخالفت الصاحب الذین لا یعرف له مخالف من الصحابة رضی الله عنهم وهذا صاحب لایعرف له منهم مخالف(محلی:ص۱۸۲/۵)

احناف کے نزدیک یہ کام جائز نہیں ہیں:

ولا یسرح شعر المیت ولا لحیته ولا یقص ظفره ولا شعره لقول عائشة علام تنقصون میتکم ولان هذه الا شیاء للزنیة وقد استغنی المیت منها (ھدایہ باب الجنائز:ص۱۷۹/۱)

مگر حضرت عائشہؓ والی روایت منقطع ہے۔

وهو منقطع بین ابراهیم و عائشة (درایة باب مذکور)

باقی رہی زینت کی بات؟ سو مردہ بھی ایک حد تک اس کا مستحق ہے۔ آخر اس کو نہلایا جاتا ہے اچھا کفن دیا جاتا ہے، اس کو خوشبو بھی لگائی جاتی ہے۔ بہر حال زینت نہ سہی، اس کو بھدی حالت میں خدا کے ہاں بھیجنا مناسب نہیں محسوس ہوتا۔ واللہ اعلم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاوند بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا: اس مسئلہ پر تو اجماع ہے کہ جب شوہر مر جائے تو عورت اس کو غسل دے سکتی ہے۔

نقل ابن المنذر وغیرہ الاجماع علی جواز غسل المرأۃ زوجھا (التعلیق الممجدہ: ص۱۲۹)

قال الشاہ ولی اللہ، واتفقوا علی جواز غسل المرأۃ زوجھا (مسوی شرح مؤطا: ص۱۹۱/۱)

حضرت صدیق اکبرؓ جب فوت ہوئے تو آپ کی زوجہ محترمہ (حضرت اسماء بنت عمیس) نے صحابہ کی موجودگی میں غسل دیا۔

ان اسماء بنت عمیس امرأۃ ابی بکر الصدیق غسلت ابابکر الصدیق حین توفی ثم خرجت فسألت من حضرھا من المھاجرین فقالت انی صائمۃ وان ھذا یوم شدید البرد وقالوا: لا (مؤطا مالک: ص۱۹۱/۱ و مؤطا محمد: ص۱۲۹)

اس کی بھی وصیت حضرت صدیق اکبرؓ نے کی تھی۔

عن ابن ابی ملیکۃ: ان ابابکر الصدیق حین حضرۃ الوفاۃ او صی اسماء بنت عمیس ان تغسلہ وکذا قال ابن شداد (مصنف: ص۲۴۹/۳، ابن ابی شیبۃ باب فی المرأۃ تغسل زوجھا)

حضرت جابر بن زید نے اپنی بیوی کو وصیت کی تھی کہ وہ ان کو غسل دے۔

انہ او صیٰ ان تغسلہ امرأۃ (ابن ابی شیبۃ: ص۲۴۹/۳)

حضرت ابو موسیٰ کو اس کی اہلیہ نے غسل دیا تھا۔ (ایضاً: ص۲۵۰/۳)

عن ابراھیم بن مھاجر ان ابا موسیٰ غسلتہ امرأتہ (ایضاً ص۲۵۰/۳)

حضرت عبد الرحمان بن عوف کے صاحبزادے حضرت ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ اگر عورتوں میں مرد مر جائے تو اس کی اہلیہ اس کو غسل دے۔

فی الرجال یموت مع النساء قال تغسلہ امرأتہ (ایضاً)

حضرت عطا فرماتے ہیں کہ اس کی بیوی اسے غسل دے۔

تغسل المرأۃ زوجھا (ایضاً)

ہاں اس امر میں اختلاف ہے کہ مرد اپنی بیوی کو غسل دے یا نہ؟ احناف اس کو جائز نہیں سمجھتے۔ مگر یہ بات محل نظر ہے کیونکہ یہ بات صحیح حدیث کے خلاف ہے۔ حضور نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا تھا کہ اگر آپ کا مجھ سے پہلے انتقال ہو گیا تو آپ کو غسل بھی میں دوں گا اور کفن بھی میں پہناؤں گا۔

لو مت قبلی لغسلتك و کفنتك (احمد والدارمی وابن ماجہ وابن حبان والدار قطنی والبیہقی۔ تلخیص الجیر: ص۱۵۴)

امام بیہقی فرماتے ہیں، محمد بن اسحاق مدلس ہے، یہاں عنعنہ ہے، امام ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس روایت میں محمد بن اسحاق منفرد نہیں ہے بلکہ صالح بن کیسان اس کا متابع ہے کما رواہ احمد والنسائی (تلخیص: ص۱۵۴) فرماتے ہیں لغسلتك غلط ہے فغسلتك صحیح ہے (ایضاً)

علامہ سندھی لکھتے ہیں: مجمع الزوائد والے فرماتے ہیں کہ اس کے راوی سب ثقہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفی الزوائد اسنادہ رجالہ ثقات (حاشیہ سندھی علی ابن ماجہ: ص۴۴۷/۱)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر وہ بات مجھے پہلے معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو حضور ﷺ کو ان کی بیویاں ہی غسل دیتیں:

لو کنت استقبلت من امری ما استدبرت ما غسل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الانساء ۃ (ابن ماجہ: ص۴۴۶/۱)

سندھی فرماتے ہیں کہ: محمد بن اسحاق کی تدلیس کا اندیشہ بھی نہیں ہے۔ کیونکہ حاکم وغیرہ کی روایت میں سماع کی تصریح آگئی ہے۔

ومع ذلك ذكره صاحب الزوائد ايضاً فقال اسناده صحيح و رجاله ثقات لان محمد بن اسحاق دون كان مدلسا لكن قد جاء عنه التصريح بالتحديث فی رواية الحاكم وغيره (حاشیہ علی ابن ماجہ: ص۴۴۷/۱)

حضرت علیؓ نے حضرت فاطمۃ الزہراؓ کو غسل دیا تھا۔

ان عليا غسل فاطمة رواه الشافعي والدارقطني و ابو نعيم فی الحلية والبيهقي (تلخیص الجیر: ص۱۷۰ و قال واسنادہ حسن)

اور اس سلسلے میں جو اعتراض کیے گئے ہیں، اس کا بھی جواب دیا (تلخیص ص۱۷۰) در مختار میں اس پر بعض صحابہ کا انکار لکھا ہے۔ مگر وہ کون ہیں اور کس کتاب میں ہے؟ اس کا کچھ پتہ نہیں!

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ مرد اپنی بیوی کو غسل دینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

عن ابن عباس قال: الرجل احق بغسل امرأته (ابن ابی شیبۃ: ص۲۵۰/۳)

عبدالرحمٰن بن الاسود فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی کو میں نے غسل دیا تھا۔

ابت ام امرأتی و اختها ان تغسلها فوليت غسلها بنفسی (ص۲۵۰/۳، ایضاً)

حضرت عبدالرحمٰن حضرت عائشہؓ کے شاگرد ہیں، اسّی (۸۰) حج اور اسّی (۸۰) عمرے کئے ہیں۔ (خلاصۃ تذہیب الکمال: ص۱۹۰)

حضرت سلیمان بن یسار فرماتے ہیں کہ شوہر اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔

يغسل الرجال امرأته (مصنف ابن ابی شیبۃ: ص۲۵۰/۳)

حضرت عون بن ابی جمیلہ (تبع تابعین میں سے) فرماتے ہیں کہ میں حضرت قسامۃ اور ان شیوخ کے پاس موجود تھا جنہوں نے حضرت عمرؓ کو پایا تھا، فرماتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی کو غسل دینے کا ان سے ذکر کیا تو کسی نے ان پر اعتراض نہ کیا۔

شهد قسامة بن زهير و اشياخا ادركا عمر بن الخطاب وقد اتاهم رجل فاخبرهم ان امرأته ماتت فامرته ان لا يغسلها غيره فغسلها فما منهم احدا نكر ذلك (محلی ابن حزم: ص۱۸۰/۵ و ابن ابی شیبۃ طویلا: ص۲۵۱/۳)

حضرت جابر بن زید فرماتے ہیں کہ مرد اپنی بیوی کو غسل دینے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔

الرجل احق ان يغسل امرأته من اخيها (محلی: ص۱۷۹/۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت جابر، حضرت ابن عباس، حضرت معاویہ اور حضرت ابن عمر جیسے جلیل القدر صحابہ کے شاگرد ہیں، حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے وہ علماء میں سے ہیں۔

هو من العلماء (خلاصہ تذہیب الکمال:ص۵۰)

عبد الرحمان بن الاسود فرماتے ہیں کہ:

اپنی بیویوں کو میں نے خود غسل دیا کرتا ہوں، ان کی ماؤں اور بہنوں کو روک دیتا ہوں۔

انی لا غسل نسائی و احول بینھن و بین امھاتین و بناتھن و اخواتھن (محلی:ص۱۷۹/۵)

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں، میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

یغسل کل واحد صاحبہ (محلی:ص۱۷۹/۵ وابن ابی شیبۃ:ص۲۵۰/۳)

حضرت حسن بصری تمام شیوخ صوفیہ کی آخری کڑی ہیں، ان کے بعد حضرت علی کا سلسلہ چلتا ہے۔ آپ حضرت جندب، حضرت انس، حضرت عبد الرحمٰن بن سمرۃ، حضرت معقل بن یسار، حضرت ابو بکرہ اور حضرت سمرۃ جیسے عظیم صحابہ کے شاگرد ہیں۔ (خلاصہ:ص۶۶)

حضرت امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ جس صحابی کا مخالف کوئی صحابی نہ ہو، حنفی اس سے خلاف کرنے کو عظیم جرم تصور کرتے ہیں، حضرت ابن عباس کی یہ روایت ہے، کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں کی مگر یہ خود اس کی مخالفت کرتے ہیں۔

والحنفیون یعظمون خلاف الصاحب الذین لا یعرف لہ منھم فخالف وھذہ روایۃ عن ابن عباس لا یعرف لہ من الصحابۃ مخالف وقد خالفوہ (محلی:ص۱۸۰/۵)

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ کسی مرد کا عورت کو اور عورت کا مرد کو ہاتھ نہ لگے۔ اس کا تعلق زندوں سے ہے، مردوں سے نہیں ہے۔ اگر اس کا تعلق اس سے بھی کرنا ہے تو دلیل چاہیے۔ اذ لیس فلیس۔ اگر مردہ زندہ پر قیاس کرنا ہے تو یہ قیاس، قیاس من الفارق ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو حضرت ابو طلحہ نے قبر میں اتارا تھا اور اس میں بدن کا چھونا ہوتا ہے۔ حضرت اسماء نے حضرت ابو بکر کو غسل دیا تھا اور حضرت رسول کریم ﷺ نے حضرت عائشہ سے فرمایا تھا کہ اگر آپ کا پہلے انتقال ہوا تو میں آپ کو غسل بھی دوں گا اور کفن بھی پہناؤں گا۔

"وآنکہ زن مرد مردہ را نہ بیند و نہ غسل دہد اگرچہ خوف فتنہ نباشد مستندی نہ دارد بلکہ وجوب سر بہ نسبت احیاء است۔ بہ نسبت اموات دلیلے می طلبد ولیس فلیس، واگر قیاس کنند بر احیاء، قیاس مع الفارق است وابو طلحہ بنت آنحضرت ﷺ رادر قبر نرود آوردہ وزود آوردن ناچار بمس میکنند و اسماء بنت عمیس غسل داد ابو بکر صدیق راد آنحضرت ﷺ فرمودند حضرت عائشہ را:

تنبیہ: جہاں صرف عورتیں ہوں اور مرد مر جائے یا صرف مرد ہوں اور ایک عورت فوت ہو جائے، ان میں بیوی یا شوہر نہ ہو، تو پھر کیا ہونا چاہیے؟ اس میں اختلاف ہے۔ ایک جماعت کا کہنا ہے کہ کپڑوں میں سے اسے نہلا دیں، دوسری جماعت کا نظریہ ہے کہ اگر عورت ہے تو اس کے صرف چہرہ یا ہاتھوں کا تیمم کرائیں، اگر مرد ہو تو چہرہ کے ساتھ کہنیوں تک اس کا تیمم کرائیں، بعض بزرگوں کا ارشاد ہے، تیمم نہ غسل، بس انہیں یونہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دفن کر دیں۔

فقال قوم: يغسل كل واحدمنهما صاحبه من فوت الثياب وقال قوم تيمم كل واحد منهما صاحبه و به قال الشافعي و ابوحنيفة و جمهور العلماء قال قوم: لا يغسل واحد منهما صاحبه ولا تيممه و به قال الليث بن سعد بريدفن من غير عسل ولذلك داى مالك ان تيمم الرجل المرأة فى يديها ووجهها فقط ... وان تيمم المرأة الرجل الى الرفقين (بدایۃ المجتہد: ص۲۲۷/۱)

شاہ ولی اللہ نے امام شافعی کا مذہب پیر ہن میں غسل دینا بتایا ہے (مصفی: ص۱۹۲/۱) امام ابن حزم فرماتے ہیں کہ کپڑوں میں اسے غسل دینے میں کوئی محظور لازم نہیں آتا: ولا كراهة فى هب الماء اهلا (محلی: ص۱۸۰/۵) کیونکہ تیمم کے لیے شرط عدم الماء ہے (ایضاً: ص۱۸۱/۵) مگر یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ بیمار بھی کر سکتا ہے۔ زہری اور قتادہ بھی پیر ہن میں غسل دینے کو کہتے ہیں۔ تغسل و عليها ثياب (محلی: ص۱۸۱/۵) فرماتے ہیں کہ یہ بھی عجیب بات ہے کہ کپڑے سے اوپر چھونے سے بھاگے مگر تیمم میں چھو ہی لیا: والعجب ان القائلين انها تيمم، فروامن المباشرة خلف ثوب واباحوها على البشرة وهذا جهل شديد و بالله التوفيق (محلی: ص۱۸۱/۵)

ہمارے نزدیک یہی مذہب اقرب الی الصوب ہے، حضور کو کپڑوں میں غسل دیا گیا تھا۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عمر اور حضرت عطاء بھی کپڑوں میں غسل دینے کو فرماتے ہیں۔ (ابن ابی شیبہ: ص۲۴۹/۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا عبد الحفیظ منیر بھٹوی۔ آزاد پیر جھنڈا۔ سندھ

ترمیم واضافہ از ادارہ

عہدِ نبوی میں حافظانِ قرآن اور اس کی حفاظت

(قسط ۳)

۲۴۔ فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ

نسب: ابو محمد فضالہ بن عبید بن نافذ بن قیس الانصاری الاوسی۔

شرکائے جنگ اُحد میں سے تھے اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپؓ بیعت رضوان میں بھی شریک تھے۔ حضرت امیر معاویہ نے حضرت ابو درداء کے بعد آپ کو دمشق کا قاضی مقرر کیا اور رومیوں سے جنگ کے لیے ایک لشکر کا قائد بنایا۔ آپ حضرت امیر معاویہ کی خلافت ۵۳ھ میں فوت ہوئے (الاصابہ: ج۳ص۲۰۱، اسد الغابہ: ج۴ص۱۸۳) آپ کو الاتقان: ج۱ص۷۴ میں ابو عبید کے حوالے سے حافظ لکھا ہے۔

۲۵۔ مسلمہ بن مخلد رضی اللہ عنہ

نسب: ابو سعید مسلمہ بن مخلد بن صامت بن نیار بن لوذان الانصاری الخزرجی۔

آپ اپنی ولادت کے بارے میں۔ ولدت حين قدم النبي صلى الله عليه وآله وسلم و قبض النبي صلى الله عليه وآله وسلم وانا ابن عشر سنين اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضور علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے تو میں چار سال کا تھا اور جب آپؐ فوت ہوئے تو میں چودہ سال کا تھا۔ آپ امیر معاویہ کی خلافت میں مصر کے والی مقرر ہوئے اور یزید بن معاویہ کی خلافت میں ۶۲ھ میں فوت ہوئے (الاصابہ: ج۳ص۳۹۸، اسد الغابہ: ج۴ص۳۶۴) آپ حافظ قرآن تھے۔ (الاتقان: ج۱ص۷۴)

۲۶۔ تمیم داری رضی اللہ عنہ

نسب: ابو رقیہ تمیم بن اوس بن خارجہ بن سود بن خزیمہ الداری۔

آپ ۹ھ میں اسلام لائے۔ آپ پہلے عیسائی تھے۔ پھر مسلمان ہوئے۔ آپ بہت شب بیدار اور تہجد گزار تھے۔ (الاصابہ: ج۱ص۱۸۶) آپ کو ابن ابی داؤد نے حافظ قرآن لکھا ہے۔ (الاتقان: ج۱ص۷۴) آپ کو قرآن بہت ازبر تھا۔ (تلقیح فہوم اہل الاثر، ص۲۲۵)

۲۷۔ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ

نسب: ابو الدرداء عویمر بن زید بن قیس بن امیہ بن عامر الاصمعی (وفی روایۃ الکریمی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ جنگ بدر کے بعد اسلام لائے اور جنگ اُحد میں شریک ہوئے۔ آپ کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا تھا: نعم الفارس العویمر اور فرمایا هو حکیم۔ آپ حضرت عمرؓ کے زمانے میں دمشق کے قاضی رہے۔ جب آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو آپ رونے لگے۔ بیوی نے پوچھا: آپ کیوں روتے ہیں حالانکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ہیں؟ آپ نے فرمایا: بے شک! لیکن مجھے گناہوں کی زیادتی سے ڈر لگتا ہے۔ آپ اس بیماری میں حضرت عثمانؓ سے دو روز قبل اس دار فانی کو چھوڑ گئے۔ (الاصابہ: ج۳ص۴۶، اسد الغابہ: ج۱ص۱۵۹) قرأ القرآن فی عهد النبی صلی الله علیه وآله وسلم یعنی آپ نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں ہی قرآن مجید یاد کر لیا تھا (معرفۃ القراء الکبار للذہبی: ج۱ص۳۸) احد الذین جمعوا القرآن حفظا علی عهد النبی صلی الله علیه وآله وسلم بلا خلاف (طبقات القراء جزری: ج۱ص۲۰۶) کان حافظا (تلقیح فھوم الاثر ابن جوزی ص۲۲۵)

۲۸۔ سعد بن عبید رضی اللہ عنہ

نسب: ابو زید سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن زید الانصاری الاوسی۔

آپ حضور ﷺ کے زمانہ میں مسجد قبا میں امام تھے۔ آپ جنگ قادسیہ میں شریک تھے۔ فرمایا: انا مستشهدون غدا فلا نکفن الا فی ثیابنا التی اصبنا فیها۔ یعنی ہم کل شہید ہو جائیں گے۔ ہمیں ہمارے کپڑوں میں ہی دفن دینا۔ اللہ نے دعا قبول کر لی اور آپ جنگ قادسیہ میں شہید ہو گئے۔ (الاصابہ: ج۲ص۲۸، اسد الغابہ: ج۲ص۲۸۵) آپ ان چار انصاریوں میں سے تھے جنہوں نے حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن مجید یاد کیا تھا۔ اسی لیے آپ قاری کے نام سے مشہور تھے۔ (اسد الغابہ: ج۲ص۲۸۶) کان حافظا (الاتقان: ج۱ص۷۴)

۲۹۔ قیس بن ابی صعصعہ رضی اللہ عنہ

نسب: قیس بن ابی صعصعہ عمرو بن زید بن عوف الانصاری۔

آپ بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے۔ بدر میں آپ کو حضور ﷺ نے ساقہ پر متعین کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو قرآن مجید ایک جمعہ میں پڑھنے کی اجازت دی تھی۔ (الاصابہ: ج۳ص۲۴۱، اسد الغابہ: ج۴ص۲۱۸) کان حافظا (الاتقان: ج۱ص۷۴)

۳۰۔ ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ

نسب: ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبد بن عوف بن عم بن مالک الانصاری الخزرجی۔

آپ کبار صحابہ میں سے ہیں۔ بیعت عقبہ میں شامل تھے۔ بدر اور بعد کی تمام جنگوں میں شریک ہوئے۔ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو حضرت ابو ایوبؓ کے ہاں قیام فرمایا تھا۔ حضرت علیؓ جب کوفہ کی طرف گئے تو آپ کو نائب بنایا۔ حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں۔ حضرت ابو ایوبؓ نے حضور ﷺ کی ریش مبارک سے تنکا وغیرہ نکالا تو حضور ﷺ نے فرمایا: لا یصیبك السوء یا ابا ایوب ۔ یزید بن معاویہ کی فوج میں آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب قسطنطنیہ پہنچے تو بیمار ہوگئے۔ یزید آپ کے پاس آئے۔ کہا کوئی خواہش ہے، فرمایا میری یہ خواہش ہے کہ جب میں مر جاؤں تو میری لاش دشمن کی زمین میں جتنی دور لے جاسکو لے جاؤ پھر مجھے دفن کر دینا۔ چنانچہ آپ کو قسطنطنیہ کی دیوار کے پاس دفن کیا گیا۔ ۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ کان حافظا (الاتقان: ج۱ص ۷۴، تقیح: ص۲۲۵، اصابہ ص ۴۰۴، اسد الغابہ: ج۲ص ۸۰)

۳۱۔ ابوزید قیس بن سکن رضی اللہ عنہ

نسب: ابوزید قیس بن سکن بن عوزاء بن حرام بن جندب انصاری۔

آپ بدر میں شریک ہوئے۔ خیبر میں بھی شریک ہوئے۔ آپ ۷۰ھ میں فوت ہوئے۔ آپ نے کوئی اولاد نرینہ نہیں چھوڑی۔ (الاصابہ: ج۳ ص ۲۴۰، اسد الغابہ: ج۴ ص ۲۱۶) کان حافظا (الاتقان: ج۱ص ۷۴) قد جمع القرآن (معرفۃ القراء الکبار ذہبی: ج۱ ص ۳۹) احد الذین جمعوا القرآن حفظاً علی عهد النبی صلی الله علیه وآله وسلم (طبقات القراء جزری: ج۲ص ۲۸) کان حافظاً (تلقیح ص ۲۲۵) وهو الذی جمع القرآن علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم (جمہرۃ انساب العرب ابن حزم ص ۱۰۷ (قلمی نسخہ)

۳۲۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ

نسب: ابوسعید زید بن ثابت بن ضحاک بن زید بن لوذان الانصاری الخزرجی ثم البخاری۔

آپ بدر و اُحد میں شریک نہ ہوسکے کیونکہ عمر کم ہونے کی وجہ سے حضور ﷺ نے اجازت نہ دی۔ خندق اور بعد کی سب جنگوں میں شریک ہوئے۔ آپ خندق کی مٹی اٹھا کر لے جارہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا: نعم الغلام جنگ تبوک میں بنی نجار کا جھنڈا حضور ﷺ نے عمارہ بن حزم سے لے کر حضرت زیدؓ کو دیا اور فرمایا کہ قرآن مقدم ہے۔ کیونکہ حضرت زید زیادہ قرآن جانتے تھے۔ آپ کاتب وحی بھی تھے۔ آپ سریانی زبان بھی جانتے تھے۔ وکان من اعلم الصحابة۔ حضرت عثمان کہیں جاتے تو آپ نائب ہوتے۔ آپ ۴۵ھ میں فوت ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ قرآن مجید جمع کریں۔ حضرت عمرؓ کے بعد حضرت زید مدینہ کے امام تھے۔ (الاصابہ: ج۱ص ۵۴۳، اسد الغابہ: ج۲ص ۲۲۱، الاستیعاب: ج۱ص ۱۸۸) آپ نے حافظ ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے۔ جمع القرآن علی عهد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم۔ آپ نے حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ (معرفۃ القراء الکبائر ذہبی: ج۱ص ۳۶) احد الذین جمعوا القرآن علی عهده صلی الله علیه وآله وسلم و عرض القرآن علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم یعنی آپ نے قرآن مجید یاد کر کے حضور ﷺ کو سنایا۔ (طبقات القراء جزری: ج۱ص ۲۹۶) کان حافظا (الاتقان: ج۱ص ۷۴)

۳۳۔ عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ

نسب: ابوالحارث عبداللہ بن عیاش بن ربیعۃ المخزومی المکی والمدنی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ حبشہ میں پیدا ہوئے۔ حضرت علیؓ نے آپ کو نحو مرتب کرنے کا حکم دیا تھا۔ جب آپ نے نحو کے مسائل مرتب کرکے حضرت علیؓ کو دکھائے تو حضرت علیؓ نے فرمایا: ما احسن هذا النحو الذی نحوت فمن ثم سمی النحو نحواً۔یعنی آپ نے کتنے اچھے مسائل بنائے ہیں تو اس سے علم نحو کا نام نحو پڑ گیا۔ آپ نے قرآن مجید یاد کرکے حضرت ابی بن کعب کو سنایا۔ الفاظ یہ ہیں، قرأ القرآن علی ابی بن کعب۔(معرفۃ القراء الکبار:ج ا ص ۴۹) آپ حافظ قرآن تھے۔(طبقات جزری:ج ا ص ۴۲۹)

۳۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

نسب: اُم عبداللہ عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا۔

حضور ﷺ کو خواب میں حضرت عائشہؓ دکھائی گئیں۔ جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا فوت ہو گئیں تو آپ نے مکہ میں ہی حضرت عائشہ سے نکاح کر لیا۔ مدینہ میں جاکر اپنے گھر لائے۔ آپ ہجرت سے ۸ سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ کبیرة محدثات عصرها نابغة فی الزکاء والفصاحة والبلاغة فکان علمها کبیرا ذاتاثیر عمیق فی نشر تعالیم الرسول۔ حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے: انه اتی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال ای الناس احب الیك یارسول الله! قال عائشه ۔ قال من الرجال ؟ قال ابوها قال ثم من ؟ قال :عمر ۔ یہ وہی ہستی ہیں جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے آیات نازل کیں (اعلام النساء:ج ا ص ۹) ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یا عائشة هذا جبرائیل یقوئك السلام ۔ قلت وعلیه السلام ورحمة الله، حضرت عائشہؓ کو حضور ﷺ نے نکاح سے قبل خواب میں دیکھا۔ کہا گیا۔ هذه زوجتك فی الدنیا والاخرة۔ حضرت مسروق جب بھی حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے، فرماتے: حدثنی الصادقة بنت الصدیق حبیبة حبیب الله۔ امام زہری فرماتے ہیں: اگر حضور ﷺ کی تمام بیویوں کا علم ایک طرف ہو اور حضرت عائشہؓ کا علم ایک طرف، تو حضرت عائشہؓ کا علم زیادہ ہو گا۔ آپ نے جنگ جمل میں حصہ لیا تھا۔ ۵۸ھ میں فوت ہوئیں (الاصابہ:ج ۴ ص ۳۴۸، اسد الغابہ:ج ۵ ص ۵۰۱، استیعاب:ج ا ص ۷۴۳) قد ذکر ابوعبید فی کتاب قراءات القرآن القراء من الصحابة ان عائشة کانت حافظة۔ حضرت عائشہؓ حافظ قرآن تھیں۔(الاتقان:ج ا ص ۷۴)

۳۵۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

نسب: حفصہؓ بنت عمرؓ بن الخطاب۔

آپ پہلے حضرت حصن بن حذافہ کے نکاح میں تھیں۔ جب وہ فوت ہو گئے تو حضور ﷺ سے نکاح کر لیا۔ حضرت حفصہؓ کے بارے میں یہ الفاظ مرقوم ہیں: کانت حفصة کاتبة ذات فصاحة و بلاغة (اعلام النساء:ج ا ص ۲۷۵) جب حضرت حصن فوت ہوئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو حضرت حفصہؓ سے نکاح کے متعلق کہا تو وہ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ کو کہا تو انہوں نے کہا: ما ارید ان اتزواج الیوم۔ یہ بات سن کر حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے پاس شکایت لے گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: حفصہؓ سے اس شخص نے نکاح کا ارادہ کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے جو عثمان سے افضل ہے۔ پھر آپؐ نے حفصہؓ سے نکاح کرلیا۔ نکاح ہوجانے کے بعد حضرت صدیق نے فرمایا میں نے اس وقت اس لیے خاموشی اختیار کی تھی کہ حضور ﷺ نے حفصہؓ کا نام لیا تھا۔ اگر حضور ﷺ نکاح نہ کرتے تو میں ضرور کرلیتا۔ آپ ۴۱ھ میں فوت ہوئیں۔ (الاصابہ: ج۴ص۲۶۴، اسد الغابہ: ج۵ص۴۲۵) آپ کو بھی ابوعبید کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ کانت حافظة (الاتقان: ج۱ص۷۴)

۳۶۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

نسب: اُم سلمہؓ بنت ابی امیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ القرشیہ المخزومیہ۔

آپ کا نام ہند تھا۔ پہلے آپ ابو سلمہ بن عبد الاسد المخزومی کے نکاح میں تھیں۔ ان کی وفات کے بعد آپ سے حضور ﷺ نے نکاح فرمالیا۔ آپ کی وفات ۶۲ھ میں ہوئی۔ (الاصابہ: ص۴۳۹، اسد الغابہ: ج۵ص۵۸۸) کانت حافظة (الاتقان: ج۱ص۷۴)

۳۷۔ حضرت اُم ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ روزانہ آپ کی زیارت کرتے اور آپ کو الشهيدة کے نام سے یاد کرتے تھے۔ آپ نے حضور ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے جانے دیجئے تاکہ میں مریضوں کی مرہم پٹی کروں۔ شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت نصیب فرمادے تو حضور ﷺ نے فرمایا: تو شہیدہ ہے۔ آپؐ نے انہیں حکم دیا کہ اپنے گھر میں جماعت کرائیں۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں واقعی وہ شہید کردی گئیں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: صدق رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان يقول: انطلقوا بنا نزور الشهيدة ۔ احد من جمعت القرآن (الاصابہ: ج۴ص۴۸۱، اسد الغابہ: ج۱ ص۷۴)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نقد و نظر

منظور احسن عباسی

طلوعِ اسلام کا شمارہ نومبر ۱۹۷۵ء

ایک نظر میں

اس پرچہ کے مرقومات چار عنوانوں پر مشتمل ہیں۔

۱۔ لمعات

۲۔ قربانی کے بارے میں علمائے الجزائر کا فتویٰ

۳۔ طلوع اسلام کنونشن میں پرویز صاحب کا استقبالیہ

۴۔ مودودی صاحب کی تفسیر پر تبصرہ

پہلا مضمون محض تعلّی و تعریض پر مشتمل ہے۔

تعلّی یہ ہے کہ طلوع اسلام نے نہ کوئی الگ جماعت بنائی نہ کوئی فرقہ پیدا کیا نہ کہیں سے کوئی امداد حاصل کی، نہ قربانی کی کھالیں اکٹھی کیں، نہ صدقہ زکوٰۃ کے روپے بٹورے بلکہ اپنے محدود وسائل سے کام لے کر اپنی دُھن میں آگے بڑھتا گیا۔

اب یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ رسالہ طلوع اسلام نے واقعی قربانی کی کھالیں اور صدقہ و امداد وغیرہ وصول نہیں کیا۔ بھلا ایک رسالہ (مجموعہ اوراق) میں یہ عقل و شعور کہاں کہ وہ چندہ وصول کرے۔ ہاں اگر طلوع اسلام سے مراد اس کا ادارتی اور انتظامی عملہ یا ان کے کرتا دھرتا ہیں تو انہیں جماعت ہی کہنا پڑے گا اس سے شرمسار ہونے کی کیا ضرورت ہے؟ بلاشبہ اس جماعت کو کسی نے قربانی کی کھال یا اور کوئی امداد نہیں دی تو اس کا سبب یہ ہے کہ لوگ اتنے بیوقوف نہیں ہیں کہ وہ ایسی جماعت کو قربانی کی کھال یا زکوٰۃ کی رقم دیں جو سرے سے قربانی یا زکوٰۃ کی قائل ہی نہیں ہے۔ رہا یہ کہ طلوع اسلام نے کوئی الگ جماعت نہیں بنائی اور نیا فرقہ نہیں پیدا کیا تو کیا دیانت داری سے کوئی بتا سکتا ہے کہ آخر ابتدائے اسلام سے آج تک مسلمانوں کی وہ کون سی جماعت یا خیر القرون کے مسلمانوں میں کون سا ایسا ہے جو طلوع اسلام کے علمبرداروں میں سے کسی کا ہمنوا ہو۔

آخر نیا فرقہ یا نئی جماعت کا مفہوم اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے عقائد و خیالات سب سے نرالے اور جداگانہ ہوں۔ اسلام کے جس قدر فرقے ہیں ان سب کی بنیاد صرف قرآن و سنت کی من مانی تعبیر کے سوا اور کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں بانی طلوع اسلام کو ید طولیٰ حاصل ہے۔ پھر طلوع اسلام کے کارناموں کا مختصر سا اشارہ بھی اس تعلّی پر موجود ہے کہ وہ اپنے محدود وسائل سے کام لے کر اپنی دھن میں آگے بڑھتا گیا۔ ان محدود وسائل کی نشاندہی نہیں فرمائی گئی اور آگے بڑھتا گیا کا مدعا بھی نہیں بتایا۔ آخر وہ محدود وسائل کیا تھے اور وہ کس مقام سے آگے بڑھا اور کس مقام پر پہنچا۔ اگر اس کی تشریح کر دی جائے تو طلوع اسلام کی جماعت کا سراغ اور اس کے قواعد و ضوابط کی تعیین میں کوئی دشواری نہ رہے گی۔ یہ تو تھی تعلّی

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب تعریض ملاحظہ ہو۔ اہل حدیث اور اہل سنت والجماعت دونوں پر لازم ہے کہ "ان کے پاس اپنے مسلک کی تائید میں کچھ وصفی روایات ہوتی ہیں جنہیں وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور کچھ اسلاف کے مقدس نام سے جن کی اندھی تقلید کو وہ عین دین قرار دے کر عوام کو اپنے پیچھے لگائے رکھتے ہیں۔" کاش وہ یہ بھی بتا دیتے کہ وہ کون سے اصحاب ہیں جو محض موضوع احادیث کے پیرو ہیں اور یا وہ کون سے اسلاف ہیں جن کی اندھی تقلید دنیا کے تمام مسلمان کر رہے ہیں جس میں جماعت اسلامی بھی شامل ہے۔ جماعت اسلامی کے بارے میں (جو قدیم روایات کی حامی اور اسلاف کی پیرو ہے) لکھا ہے کہ "طلوع اسلام نے (ظاہر ہے کہ اس سے مراد جماعت ہی ہو سکتی ہے) تقسیم ہند سے پہلے بھی ان کی مخالفت کی تھی (یعنی طلوع اسلام ان کا ازلی دشمن ہے)....چونکہ جھوٹ بولنا ان کے (یعنی جماعت اسلامی کے) مذہب میں جائز ہی نہیں بلکہ واجب قرار پاتا ہے او رعند الضرورت اصولوں کو پس پست ڈال دینا ان کے نزدیک معاذ اللہ اتباع سنت نبوی ہے اس لیے انہوں نے طلوع اسلام کے خلاف ہر قسم کے جھوٹے الزام تراشے۔

جماعت طلوع اسلام کی صداقت شعاری ملاحظہ ہو کہ "جماعت اسلامی کے نزدیک جھوٹ بولنا واجب بلکہ سنت ہے اور جماعت اسلامی کی یہ کذب بیانی دیکھئے کہ "طلوع اسلام منکر حدیث ہے۔ منکر شان رسالت ہے۔ تین نمازوں اور نو روزوں کا قائل ہے وغیرہ" اگر فی الواقع جماعت اسلامی نے یہی کہا تو شاید جھوٹ ہی ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ طلوع اسلام صرف حدیث کی حجیت اسلام ہونے کا منکر ہے۔ حدیث کا منکر نہیں ہے۔ شان رسالت کا قائل ہے۔ البتہ احادیث نبی کریم ﷺ کو قابل اتباع نہیں سمجھتا اور نہ اسے شارح قرآن تسلیم کرتا ہے۔ یہ بھی درست نہیں ہے کہ وہ صرف تین نمازوں اور نو روزوں کی فرضیت کا قائل ہے بلکہ وہ تو پورے نظام صلوٰۃ وزکوٰۃ وصوم کو مرکز ملت کے فیصلہ کا تابع تصور کرتا ہے۔

اب ان دونوں میں سے کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ اس کا فیصلہ قارئین کرام خود کر لیں ہم صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ ان دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اس پر خدا کی لعنت ہو۔

اس رسالہ کے دوسرے مضمون کا عنوان "حج پر قربانی کے بارے میں علمائے الجزائر کا فتویٰ" ہے لیکن مضمون میں صرف علامہ الشیخ البشیر الابراہیمی کا ذکر ہے۔

طلوع اسلام کی بدقسمتی سے یہ فتوے بھی باوجود تلاش بسیار کے دستیاب نہ ہوئے اور جب تک یہ فتوے ہی دستیاب نہ ہوں اس پر کوئی رائے زنی نہیں کی جا سکتی۔ قیاس یہ ہے کہ ممکن ہے علامہ موصوف نے ایسا کوئی فتویٰ ان عازمین حج کے لیے دیا ہو جو مکہ معظمہ یا اس کے انواع میں اقامت رکھتے ہوں۔ ان پر قربانی فرض نہیں ہے۔ عجب نہیں کہ ایسے اشخاص کو قربانی کی بجائے نقد رقم غرباء مساکین میں تقسیم کرنے کی ہدایت فرمائی ہو اور اس پر عمل رہا ہو۔ چونکہ طلوع اسلام کی نو پید جماعت قربانی میں احراق دم کو واجب نہیں سمجھتی اس لیے اس حکم سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے۔ والّا اس عاجز نے حال میں علامہ عبدالرحمٰن الجزیری کی صحیح کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ کا ترجمہ کیا ہے جو شائع ہو چکی ہے اس میں کہیں ایسے فتوے کا سراغ نہیں ہے۔ ان تمام باتوں سے قطع نظر اگر الجزیرہ کا کوئی عالم ایسا فتویٰ دے بھی دے تو طلوع اسلام والوں کو اس پر بغلیں بجانا حماقت ہے کیونکہ اس کو جمہور ملت اسلامیہ یا کتاب وسنت کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا مضمون پرویز صاحب کی تقریر پر مشتمل ہے۔ اس اصرف وہ حصہ قابل قدر ہے جس میں انہوں نے سوشلزم یا اسلامی سوشلزم کے حامیوں پر کڑی نکتہ چینی کی ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی کہا ہے اس میں کچھ تو اشتراکی اصول کی حمایت اور کچھ حسبنا کتاب اللہ کی حمایت ہے جن کی تان آخر کار انکار حدیث ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک احکام و ارشادات نبوت کی بجائے امت کے لیے عملی پروگرام مرتب اور محقق کرنے کا حق اسلامی مملکت کے لیے مخصوص ہے اور اسلامی مملکت سے ان کی مراد "وہی مرکز ملت" کا ناشدنی تصور ہے، جسے ہر گونہ عبادات اسلامی تک میں ردوبدل کا اختیار حاصل ہو۔

چوتھا مضمون مودودی صاحب کی تفسیر کی چند جھلکیاں ہیں، اس مضمون کے آغاز ہی میں صاحب مضمون نے یہ بتا دیا ہے کہ "دنیا کو اسلام سے برگشتہ ہی نہیں بلکہ متنفر کرنے کے لیے دانستہ یا نادانستہ جو کوششیں ہوئی ہیں ان میں ہمارا کتب تفسیر نے بڑا اہم کردار ادا کر لیا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کے تمام مفسرین و محدثین و علماء و فضلا نے جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔ اپنی تمام عمر اس کوشش میں صرف کر دی ہے کہ لوگوں کو اسلام سے برگشتہ اور متنفر کیا جائے۔ مولانا مودودی کی تفسیر میں بھی اکثر و بیشتر انہیں عقائد و خیالات کا اظہار ہے جو اسلاف مفسرین نے تفہیمات رسول اکرم ﷺ اور صحابہ سے اخذ فرما کر اپنی تفاسیر میں درج فرمائے۔ اس لیے طلوع اسلام کی جماعت یہی کہتی ہے کہ ان کی تفسیر نے بھی لوگوں کو اسلام سے برگشتہ اور متنفر کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

مولانا مودودی کی تفسیر پر پانچ اعتراضات ہیں جن کی وجہ یہ ہے کہ:

۱۔ ہارون و ماروں کا قصہ لغو ہے۔

۲۔ حضرت یوسفؑ کا اپنے بھائی کے سامان میں پیمانہ رکھ کر انہیں روکنے کی تدبیر جو تفاسیر میں مذکور ہے وہ پیغمبر پر فریب دہی کا الزام ہے۔

۳۔ ضعیف و ناتواں شخص کو جس کے شفا پانے کی امید نہ ہو سو دُرے مارنے کی بجائے سو تیلیوں کو ایک بار مارنے کا حکم مضحکہ خیز ہے۔

۴۔ حضرت داؤد علیہ السلام کا ایک شخص کو یہ کہنا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے ایک پیغمبر کی بد اخلاقی اور بد کرداری کی دلیل ہے۔

۵۔ رسول اللہ پر جادو (معاذ اللہ)

اس کا جواب یہ ہے کہ ہارون و ماروت کا قصہ لغو نہیں ہے۔ جس طرح سے مستند تفاسیر میں بتایا گیا ہے اس پر کوئی شرعی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اس سے بڑا اعتراض شیطان کی تخلیق پر وارد ہو سکتا ہے جس طرح شیطان کی تخلیق سے انسانوں کی آزمائش مقصود تھی اسی طرح ہاروت و ماروت کا دنیا میں آنا بھی آزمائش کے لیے تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کے سامان میں کٹوار رکھنے پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا درآنحالیکہ یہ خود بھائی کے علم سے ہوا جیسا کہ مودودی صاحب نے تفسیر میں بتایا ہے۔

مریض یا ضعیف انسان جس کو سزا دینی مقصود ہو اور وہ اس سزا کا تحمل نہ کر سکتا ہو تو اسے معاف ہی کرنا پڑے گا۔ تنکوں سے مارنا محض ایک احترام قانون ہے اور ایسا کرنے کا حکم خود اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو دیا تھا۔ مضمون نگار نے اس کا مذاق اڑایا ہے۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے تھا۔ خدا اور رسول کا فیصلہ اس باب میں کیا ہے؟

حضرت داؤد علیہ السلام کا کسی شخص کو حکم دینا کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دے۔ ممکن ہے لغزش سے تعبیر کیا جائے لیکن ایسا ممکن ہے۔ انبیاء کی لغزش بدیں جہت کہ وہ پائیدار نہیں ہوتی اور فوراً اس کی تنبیہ ہو جاتی ہے ہماری لغزشوں سے بالکل مختلف ہے کہ ہم اس پر قائم رہتے ہیں۔ معترض کا انبیاء کے حالات کو اپنے اوپر قیاس کرنا غلطی ہے۔

رسول اللہ ﷺ پر جادو کیے جانے کی بھی یہی کیفیت ہے کہ وہ جادو و جسم پر تو موثر ہو سکتا ہے لیکن امور دینی میں اس کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ اس کی مثال امراض کی سی ہے کہ اگر انبیاء پر عوارض و اجرام کا اثر ہونا ممکن ہے تو جادو کا اثر کیوں ناممکن ہے۔ انبیاء کو قتل بھی کیا گیا۔ وہ بیمار بھی ہوئے۔ انہیں زخم و اذیت بھی پہنچائی گئی۔ ایذا رسانی کے طریقوں میں جادو بھی ہے۔ غرض یہ تمام اعتراضات جماعت پرویزی کے دین ناآشنا ذہن کی تخلیق ہیں۔

-----:::::-----

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزیز زبیدی۔ واربرٹن

تعارف وتبصرہ کتب

نقوش اقبال مترجم	:	علامہ سید ابوالحسن علی ندوی
صفحات	:	۲۹۴
قیمت	:	۱۳/۵۰ روپے
طابع وناشر	:	فضل ربی ندوی
مترجم	:	مولانا شمس تبریز خان
پتہ	:	مجلس نشریات اسلام۔ ناظم آباد۔ کراچی

شاعری اور پھر اس کے ہمراہ ''حکمت'' کی چاشنی، اقبال کی ندرت وفکر کی جان اور طرہ امتیاز ہے۔ لیکن اس کو انہوں نے ''مئے شبانہ اور زُلف یار کے بجائے ''حجازی اسلام'' کی خدمت کے لیے استعمال کیا ہے۔ اقبال کی عظمت کا راز بھی دراصل یہی ہے کہ: رسوائے زمانہ دانشوروں کی طرح انہوں نے شاعری کو ''شیخ چلی'' نہیں بنایا اور نہ ہی سفلی جذبات کے اظہار کا اسے ذریعہ گردانا ہے بلکہ اسے سنجیدہ مضامین اور حقائق دینیہ کی تشریح وتوضیح اور تفسیر کے لیے کھپایا ہے۔ اور عصری تقاضوں کے مطابق زبان بیان کا ایک اچھوتا اسلوب ان کو مہیا کیا ہے۔

علامہ اقبال ملت اسلامیہ کے سواد اعظم کی نگاہوں میں بہت اونچا مقام رکھتے ہیں اور کافی حد تک وہ اس کے مستحق بھی ہیں اور جس انداز سے انہوں نے اسلام کی خدمت کی ہے، وہ اس امر کی متقاضی تھی کہ شاعری کا ذوق رکھنے والے حضرات اس کی تقلید کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے داعیان حق کو بھی 'تعبیر نو'' کے تقاضوں سے آشنا کیا اور ''نوائے درد'' کے لیے جس اسلوب اور طرز فغاں کی ضرورت تھی، اس کی طرف بھی ان کو توجہ دلائی۔

یہ وہ مکارم حیات تھے، جن کی نشرواشاعت کی زیادہ سے زیادہ ضرورت تھی، نتیجہ گو اس کا صفر رہا ہے تاہم اتمام حجت کی حد تک اندرون ملک اس پر کا خاصہ کام ہوا ہے، مگر بیرون دنیا میں خاص کر عالم عربی میں اقبال، ان کے افکار اور طرز فغاں کے تعارف کا اتمام ہنوز باقی تھا اور یہ وہ خلا تھا جس کو عالم عرب کا پڑھا لکھا طبقہ بھی محسوس کرتا تھا۔ چنانچہ عرب کے اسلامی ادیب علی طنطاوی نے اخوان المسلمون کے مشہور مجلہ ''المسلمون'' میں علی میاں کے نام ایک کھلا خط شائع کیا کہ آپ عالم عرب کو علامہ اقبال سے روشناس کرائیں۔ اس کے بعد آپ نے المسلمون میں اس سلسلے کے یکے بعد دیگرے مضامین شائع کیے جو بعد میں ''روائع اقبال'' نامی کتاب کے نام سے مشہور ہوئے۔

یہی وہ کتاب ہے جس کا علامہ شمس تبریز نے ترجمہ کرکے ''نقوش اقبال'' کے نام سے اُردو خوان طبقہ کو پیش فرمایا ہے: ترجمہ کیا ہے، اس پر اصل کا گمان ہوتا ہے۔ جزاہم اللہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ اقبال ایک عظیم فلسفی شاعر اور اسلام کے سلسلے میں (جہاں تک وہ سمجھ سکے) ان کے جذبات نہایت مومنانہ اور مخلصانہ تھے۔ مگر اس کے باوجود ضرورت اس امر کی بھی تھی کہ اس سلسلے میں ان کی بعض کمزوریاں بھی تھیں جن کا برملا اعتراف کیا جانا چاہیے تھا کیونکہ ان سے پوری طرح اتفاق کرنا مشکل ہے۔ تاکہ آنے والی نسل انہیں "مجتہد اور سند" نہ بنالے اور جو امور محل نظر ہیں، وہ ان کو وحی آسمانی تصور نہ کرلے۔ مگر افسوس! اقبال پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، انہوں نے اس ضرورت اور احتیاط کا احساس نہیں کیا۔

حضرت علی میاں کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، یہ فریضہ بھی بالآخر ان کو ہی ادا کرنا پڑا ہے اور اس سلسلے میں اب تک جو کمی چلی آرہی تھی، اس کو بھی پورا کر دیا ہے۔ جزاہم اللہ خیراً

چنانچہ موصوف علامہ اقبال پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ میں اقبال کو معصوم و مقدس ہستی اور کوئی دینی پیشوا اور امام مجتہد نہیں سمجھتا اور نہ میں ان کے کلام سے استناد اور مدح سرائی میں حد افراط کو پہنچا ہوا ہوں جیسا کہ ان کے غالی معتقدین کا شیوہ ہے..... اقبال کے یہاں اسلامی عقیدہ و فلسفہ کی ایسی تعبیریں بھی ملتی ہیں جن سے اتفاق کرنا مشکل ہے، بعض پرجوش نوجوانوں کی طرح اس کا بھی قائل نہیں کہ اسلام کو ان سے بہتر کسی نے سمجھا ہی نہیں اور اس کے علوم و حقائق تک ان کے سوا کوئی پہنچا ہی نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ میں اپنی زندگی کے ہر دور میں اس کا قائل رہا کہ وہ اسلامیات کے ایک مخلص طالب علم رہے اور اپنے مقتدر معاصرین سے برابر استفادہ ہی کرتے رہے۔" (نقوش اقبال: ص۲۹)

اگر حضرت علی میاں اس مرحلے پر اس کا اظہار نہ کرتے تو یقیناً خلاف توقع بات ہوتی اور وہ عالم عرب کو ایک عجیب غلط فہمی میں ڈالنے کا موجب بنتی۔ ہم اقبال کے پاکستانی اور ہندی قصیدہ پڑھنے والوں سے بھی یہ درخواست کریں گے کہ وہ بھی مندرجہ بالا سطور کا بالخصوص مطالعہ فرمائیں۔

اقبالیات کے شیدائیوں کا سلسلہ نہایت طویل ہے مگر مقلدانہ انداز کے زیادہ ہیں، جو قدر دان ان کے افکار کو تول بھی سکتے ہیں، وہ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ چنانچہ جس بھی غلط بات کے لیے ان کو اقبالیات میں سے کوئی صریح یا موہوم سہارا مل جاتا ہے وہ اسے بھی صحیح اور حق مان لیتے ہیں، اس لیے حضرت علی میاں ان مقامات کا بھی علمی محاسبہ اور ایک جائزہ پیش فرما سکیں تو پوری ملت اسلامیہ پر احسان ہو گا۔ ورنہ اس کا امکان قوی ہے کہ اقبال کے نام لیواؤں کی غلط حمایت کی وجہ سے کل ان امور کو بھی حق اور دین بنالیا جائے گا جو آج مولانا کی نگاہ میں بھی محل نظر ہیں۔ اور یہ وہ فریضہ ہے جس سے صرف ایک عالم دین ہی عہدہ برآ ہو سکتا ہے۔

ہمارے نزدیک اس کتاب کا مطالعہ اس لیے بھی مفید رہے گا کہ اقبالیات کی ترجمانی کے سلسلے میں ایک ذمہ دار فاضل اور مقتدر عالم دین نے جو کچھ لکھا ہے، کافی محتاط لکھا ہے اور وہ بصیرت افروز بھی ہے۔

---:::::---

(۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق اور علامہ اقبال	:	سید نذیر نیازی
صفحات	:	۱۴
قیمت	:	درج نہیں
پیشکش	:	مرکزی انجمن خدام القرآن، لاہور
پتہ	:	۱۲۔ افغانی روڈ، سمن آباد لاہور

جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے مرکزی انجمن خدام القرآن کی داغ بیل ڈالی ہے۔ یہ مقالہ اسی انجمن کی طرف سے ۱۵ دسمبر ۱۹۷۳ء کو پہلی سالانہ قرآن کانفرنس کے تیسرے اجلاس میں ٹاؤن ہال لاہور میں پڑھا گیا۔ اس میں ایمان و تنظیم، تلاوت و ترتیل، تذکیر و تدبر، حکم و اقامت اور تبلیغ و تبیین کی تشریح کے ساتھ ساتھ اس سلسلے میں علامہ اقبال کے معمولات اور قرآن حکیم سے ان کی وابستگی کے نمونے بھی پیش کیے گئے ہیں اور خاصے دلچسپ انداز میں۔ ہاں یہ یاد رہے کہ قرآن سے ان کی وابستگی ویسے نہیں تھی جیسے منکرین حدیث کی ہے۔ موصوف قرآن کا مطالعہ حامل قرآن کی سیرت طیبہ کے آئینے میں کیا کرتے تھے۔

انجمن خدام القرآن نے خدمت قرآن کا جو سلسلہ شروع کیا ہے، مبارک ہے، دعا ہے کہ: وہ حامل قرآن کی جلائی ہوئی مشعلوں کی روشنی کو سمجھنے میں سدا کامیاب رہیں۔

------::::------

(۳)

راہ نجات (سورہ العصر کی روشنی میں)	:	جناب ڈاکٹر اسرار احمد
صفحات	:	۳۶
قیمت	:	درج نہیں
شائع کردہ	:	ایچی سن کالج، لاہور

سورہ العصر قرآن مجید کی مختصر ترین سورتوں میں سے ایک ہے، مگر دریا در کوزہ کے مصداق۔۔۔ڈاکٹر موصوف نے اسی سورہ کے ''علمی اور روحانی حقائق'' کو ایک چھوٹے سے رسالہ میں مرتب کیا ہے۔

پہلے مختصر سی تمہید بیان فرمائی ہے، پھر سورہ کا اجمالی مفہوم ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد سورہ کے ایک ایک لفظ کی تفسیر اور توضیح کی ہے۔ جو خاصی دلنشین ہے۔ مثلاً والعصر کے کیا معنی ہیں، خسر ان کسے کہتے ہیں، ایمان کا مفہوم کیا ہے۔ عمل صالح کی حقیقت کیا ہے، ایمان اور عمل صالح کا باہمی تعلق کیا ہے۔ تواصی، حق، صبر اور ان کے مابین باہمی ربط کیا ہے، ایک ایک کو کھول کر بیان کیا ہے جو نہایت ہی بصیرت افروز ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ
www.KitaboSunnat.com

موصوف فرماتے ہیں کہ اس سورت میں نجات کی کم از کم شرائط بیان ہو رہی ہیں اور اس کے ناگزیر لوازم کا ذکر ہے نہ کہ کامیابی کی بلند ترین منازل یا فوز و فلاح کے اعلیٰ مراتب کا۔(ص:۱۱)

موصوف کا یہ نقطہ ہم سمجھنے سے قاصر ہیں، ہمارے نزدیک یہ چاروں شرائط ہر قسم کی نجات کی ضامن ہیں۔ شاید موصوف کو مغالطہ "الا" کے استثناء سے لگا ہے۔ اگر آپ مزید غور فرمائیں گے تو یہ اغلاق خود بخود دور ہو جائے گا۔

آگے چل کر اپنے ایمان اور عمل پر روشنی ڈالی ہے، جس سے یہ واہمہ محسوس ہوتا ہے کہ عمل کے بغیر ایمان نہیں رہتا، لیکن اس حد تک تو ہم ان سے اتفاق کر سکتے ہیں کہ ایمان کی کمی بیشی میں عمل کو بڑا دخل ہے، لیکن عمل سے ایمان نہ رہے یا ایمان اور کفر کے مابین کوئی تیسری بات ہو جائے، اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ مسلک نہیں ہے بلکہ معتزلہ اور خوارج کا نظریہ ہے۔ اس اندیشے کو ہم نے "واہمہ" سے تعبیر کیا ہے کیونکہ مضمون کی عبارت کچھ زیادہ صاف نہیں ہے، ورنہ جہاں تک صحیح نظریہ ہے اس سلسلے میں ہمیں موصوف سے حسن ظن ہے۔ رسالے میں جہاں کہیں حدیث نقل فرمائی ہے، اس کا حوالہ نہیں دیا۔

---:::::---

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع اور منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com